قرآن کے مثالی نمونے

اور

لازوال معجزہ

اس میں قرآن کے کلام الٰہی ہونے کی دلیل اور حضرت یوسفؑ ملکۂ سبا، ذوالقرنینؓ، اصحاب کہف، فرعون کی بیوی، حضرت موسیٰؑ حضرت سلیمانؑ، حضرت ایوبؑ، حضرت ابراھیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ وغیرہ حضرات کے مثالی واقعات قرآن کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں۔

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

(صدر جمعیت پیام امن، لکھنؤ)

جمعیت پیام امن

ندوہ روڈ، ڈالی گنج، لکھنؤ، (یو، پی)

©جملہ حقوق محفوظ

نام	:	قرآن کے مثالی نمونے اور لازوال معجزہ
مصنف	:	مفتی محمّد سرور فاروقی ندوی
ناشر	:	جمعیت پیامِ امن، ندوہ روڈ ڈالی گنج، لکھنو۔
کمپوزیٹر	:	عرفان احمد
اردو ایڈیشن	:	پہلی بار
تعداد کتب	:	۳۰۰۰
سال	:	۲۰۰۹
قیمت	:	۳۰

Writer : Mufti Mohd Sarwar Farooqui Nadwi

Publisher : Jamiat Payam-e-Amn,Nadwa Road,Daliganj,lucknow.

Website: Website: islamicjpamn.com

E-Mail: jpa_lko@ yahoo.com,siddiquilko@yahoo.com

Phone No. 9839126436-Phone & Fax-0522-2741906

ملنے کے پتے

۱۔ مجلس تحقیقات ونشریات، ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس نمبر ۱۱۹ (لکھنؤ)

۲۔ مکتبہ ندویہ ندوۃ العلماء (لکھنؤ)

۳۔ الفرقان بکڈپو، نظیر آباد ۳۱ (لکھنؤ)

۴۔ جامعہ دارارقم، ارقم نگر، محمد پور گونتی (فتحپور) ھسوہ

۵۔ مکتبہ حرمین امین آباد، مرکز والی مسجد (لکھنؤ)

فہرست مضامین

موضوع	صفحہ نمبر
مقدمہ	۶
رسول اللہ ﷺ کا لازوال معجزہ	۸
قرآن کی خصوصیت	۹
قرآن پوری زندگی پر حاوی ہے	۱۰
قرآن کلام الٰہی ہے	۱۲
یہ قرآن حکیم اور حمید کی طرف سے ہے	۱۳
یہ قرآن حکیم وعلیم کی طرف سے ہے	۱۴
یہ قرآن رحمٰن ورحیم کی طرف سے ہے	۱۴
یہ قرآن رب العالمین کی طرف سے ہے	۱۴
یہ قرآن تمام عالم کے لئے ہے	۱۴
یہ قرآن نصیحت نامہ ہے	۱۴
اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں ہیں	۱۴
یہ قرآن غور کرنے کے لئے ہے	۱۵
یہ قرآن تمام انسانوں کے لئے ھدایت ہے	۱۵
قرآن آسان ہے	۱۵
قرآن ایک کھلی کتاب ہے	۱۵
تمام دنیا والوں کے لئے نشانیاں ہیں	۱۶
قرآن میں ایمان والوں کے لئے نشانیاں ہیں	۱۶
اللہ نے قرآن کو آسان کیا	۱۶
قرآن کا چیلنج	۱۸

موضوع	صفحہ نمبر
جن اور انسان مل کر بھی ایک آیت نہیں بنا سکتے	۱۸
مخصوص نمونوں پر نگاہ	۱۹
قرآن ایک زندہ کتاب ہے	۱۹
علم کی بنیاد پر خلافت کی مثال	۱۹
حضرت یوسفؑ کی مثال	۲۰
ملکۂ سبا کا تخت حاضر ہونے کی مثال	۲۰
ذوالقرنین کے ذریعہ تانبے اور لوہے کا باندھ	۲۱
ایمان کے اثرات	۲۱
کچھ نوجوانوں کے قوت ایمانی کی مثال	۲۲
ایمان والی عورت پر تشدد کی مثال	۲۲
ایمان لانے کے بعد حیرت انگیز تبدیلی کی مثال	۲۴
اللہ کے شکر گذار بندوں کی مثال	۲۴
حضرت سلیمانؑ اور چیونٹی	۲۵
حضرت سلیمانؑ اور ملکۂ سبا	۲۵
حاکم وعادل بادشاہ حضرت ذوالقرنین اور تعمیری کام کی مثال	۲۶
حضرت ایوبؑ کے شکر کی مثال	۲۶
پاک دامن نوجوان کی مثال	۲۷
اللہ کے حکم کے آگے ایک نوجوان کی قربانی	۲۸
ایمان کو چھپائے رکھنے والا مومن اور مدافعت	۲۸
بلا قصور جیل جانے والے داعی نوجوان کی مثال	۲۹
کافر باپ اور مؤمن بیٹے کی مثال	۳۰
ایمان والا باپ اور کافر بیٹے کی مثال	۳۱

موضوع	صفحہ نمبر
کافر شوہر اور مؤمنہ بیوی کی مثال	۳۲
کافر عورت اور مؤمن شوہر کی مثال	۳۳
صلح پسند انسان اور ظالم بھائی کی مثال	۳۳
اپنے بھائی کے قاتل کی مثال	۳۴
ایک بزدل قوم کی مثال	۳۵
محروم امت کی مثال جو نعمتوں کی قدر نہیں کرتی	۳۶
عمل کو اللہ جاننے والا	۳۷
وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے	۳۷
وہ بہت علم والے حکمت والے ہیں	۳۷
وہ بڑی زبردست حکمت والے ہیں	۳۷
اللہ جاننے اور حکمت والے ہیں	۳۷
جاننے والے حکمت والے	۳۸
قرض سے متعلق اصول	۳۸
میراث سے متعلق اصول	۳۹
چور سے متعلق سزاؤں میں حکمت	۴۰
علوم قرآن سے واقفیت	۴۷
عمل کرنے کے لئے کچھ اہم ارادے	۴۹

مقدمہ

قرآن کریم اسلام کا مرجع اوّل ہے۔اسلام کی تمام تعلیمات خواہ ان کا تعلق عقائد، دینی شعائر،عبادات، اخلاق، آداب سے یا شرائع، قوانین سے ہو۔قرآن نے ان تمام دائروں سے متعلق بنیادیں قائم کردی ہیں،اوران کے ستونوں کوخوب مضبوط کردیا ہے۔

قرآن اپنے دامن میں غیبی حقائق کو سمیٹے ہوئے ہے۔اسی طرح اس کا دامن نفس انسانی کے حقائق اورانسانی اجتماعیت کے حقائق سے مالا مال ہے۔وہ کائنات کے اندراللہ تعالیٰ کی سنتوں کی نشاندہی کرتا ہے۔

اس کے نازل کرنے والے نے اس کی یہ صفت بیان کی ہے کہ یہ 'نور' یعنی روشنی ہے اورروشنی کی خاصیت یہ ہے کہ وہ ظلمتوں کو کافور کردیتی ہے جس کے نتیجے میں انسان صحیح راستے کو پالیتا ہے۔جیسے (سورۃ النساء،آیت نمبر۔۱۷۶) میں بیان کیا گیا ہے۔

اسی طرح اس نے اس کا ایک وصف یہ بیان کیا ہے کہ یہ 'روح' یعنی زندگی بخشنے والی کتاب ہے،اس لیے کہ روح کی خاصیت ہی یہ ہے کہ وہ حرکت اورزندگی بخشتی ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں تفصیل سے کیا گیا ہے۔

قرآن ایک ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں،اور ایک ایسا چشمہ ہے جس کے سوتے اربابِ دعوت کے لئے کبھی خشک نہیں ہوسکتے۔

داعی خواہ حافظ قرآن ہو یا نہ ہولیکن جہاں تک کتاب اللہ کی تلاوت کا سوال ہے تو دل کے پورے جھکاؤ اور گہرے تفکّر وتدبّر کے ساتھ اس پر کاربند رہنا ضروری ہے۔اس کی بدولت انسان کے دل کے بند دریچے روشنی سے ہمکنار ہوتے اور سینے اس کے لائے ہوئے حق کو قبول کرنے کے لئے کھُل جاتے ہیں۔عقل اس کے ذریعہ معرفت کے انوار سے فیض یاب ہوتی

ہے اوراپنے دامن کو اسرار وحقائق سے مالا مال کرلیتی ہے۔

اس طرح فکر وتدبّر کے ساتھ تلاوت قرآن کا اہتمام کرنے سے داعی کو اس بات پر قدرت حاصل ہوجاتی ہے کہ وہ حسب ضرورت قرآنی شواہد سے استدلال کرسکتا ہے،جس سے وہ اپنے کسی فکر وخیال کی تائید چاہتا ہے،اس طرح اس کی فکر کو خدائی انتساب حاصل ہوجاتا ہے۔

اس کتاب میں قرآن کو کلام الٰہی کی دلیل اورقرآن کا چیلنج اورحضرت یوسفؑ وملکۂ سباء، ذوالقرنین، اصحاب کہف، فرعون کی بیوی، حضرت موسیٰؑ پر ایمان لانے والوں کا ذکر، حضرت سلیمانؑ اور چیونٹی کی گفتگو، حضرت ایوبؑ کا شکر، حضرت ابراہیمؑ اورحضرت اسماعیلؑ وغیرہ حضرات کے مثالی واقعات کو قرآن کی روشنی میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن سے سچا تعلق عطا فرمائے اور تمام انسانوں کو ہدایت کا ذریعہ بنائے اورجن لوگوں نے اس کی اشاعت یا پروف ریڈنگ میں حصّہ لیا ہے، خصوصًا عزیزی جناب حافظ ابرار جلیل صاحب کو اللہ پاک اپنی شان کے مطابق اجرعظیم عطا فرمائے اورحق کی بلندی میں برابر حصّہ لینے کی توفیق نصیب فرمائے۔

والسلام

محمد سرور فاروقی ندوی
دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
۲ جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ

رسول اللہ ﷺ کا لازوال معجزہ

اللہ نے انسان کو جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں اس میں سب سے اہم نعمت قرآن کی ہے۔

قرآن، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش کردہ سب سے بڑی نشانی اور آپؐ کا لازوال معجزہ ہے۔آپؐ سے پہلے حضرات انبیاء علیہم السلام کی لائی ہوئی نشانیاں محسوس اور مادی نوعیت کی اور خاص اپنے زمانے کے لیے ہوتی تھیں جس کی وجہ سے ان پر صرف وہی لوگ ایمان لاسکتے تھے جو اس زمانے میں موجود ہوں اور بچشم خود ان کا مشاہدہ کرسکیں۔دور دراز بسنے والے لوگوں کے لیے اس کا موقع نہ تھا اسی طرح بعد میں آنے والے لوگوں کے لیے بھی ان کے مشاہدہ اور ایمان کا کوئی امکان نہ تھا۔

اس کے برعکس قرآن لسانی اور عقلی نوعیت کا معجزہ ہے جو صدیاں گذرنے کے باوجود ہمیشہ باقی رہنے والا ہے خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

مَا مِنْ الْاَ نْبِيَاءِ اِلَّا اُوْ تِیَ مَا عَلیٰ مِثْلِهٖ اٰ مَنَ الْبَشَرُ، وَ اِنَّمَا كَا نَ الَّذِیْ اُوْ تِيْتُه وَ حْياً اَوْ حَا هُ اللّٰهُ اِلَیَّ فَاَ رْ جُوْ اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ تَا بِعاً يَوْمَ الْقِيَا مَةِ ۔ (بخاری جلد۔۲ کتاب فضائل القرآن، باب کیف نزل الوحی)

اصل کے الفاظ قدرے مختلف ہیں، نیز ملاحظہ ہو۔

(مسلم جلد۔۱، کتاب الایمان باب وجوب الایمان)

ترجمہ۔

''جتنے بھی انبیاء گزرے ہیں ان میں سے ہر ایک کو کوئی نہ کوئی ایسا معجزہ دیا گیا

ہے جسے دیکھ کر لوگ ایمان لائے،لیکن مجھے جو چیز (بطور معجزہ) دی گئی ہے وہ یہ 'وحی' ہے جو اللہ نے میری طرف کی ہے(جو قیامت تک باقی رہنے والی ہے) پس میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے روز میری اتباع کرنے والوں کی تعداد ان سب میں زیادہ ہوگی''۔

قرآن اپنے موضوع کے لحاظ سے معجزہ ہے مراد یہ کہ قرآن اپنے اندر حکمت وہدایت اور عمدہ نصیحت کے خزانے رکھتا ہے،اسی طرح اس کے اندر انسان کی فکری اصلاح اور قانونی وتربیتی اصلاح کا ایسا سامان موجود ہے کہ اگر انسان اسے اپنا لے اور اس کی رہنمائی میں اپنے آپ کو دے دے تو دین و دنیا دونوں میں خوش بختی وسعادت سے ہم کنار ہوسکتا ہے۔اور یہ بات جس طرح افراد اور خاندانوں کے لیے درست ہے اسی طرح قوموں اور حکومتوں کی نسبت سے بھی پوری طرح صادق آتی ہے۔قرآن کو چھوڑنا بڑے خسارے کا سبب ہے جیسا کہ ارشاد ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ

(سورۃ جمعہ، آیت نمبر۔۵)

اُن لوگوں کی مثال جن پر تورات کا بوجھ ڈالا گیا، پھر اُنہوں نے اُسے نہ اُٹھایا۔ اُس گدھے کی سی ہے، جو کتاب لادے ہوئے ہو، بہت بُری مثال ہے اُن لوگوں کی جنھوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلایا، اور اللہ ظالموں کو سیدھی راہ نہیں دکھایا کرتا۔

قرآن کی خصوصیت۔

قرآن کی خاصیت یہ ہے کہ یہ ایک زندۂ جاوید کتاب ہے۔یہ کسی ایک نسل کے لیے نہیں نہ کسی ایک زمانے کے لیے خاص ہے۔اسی طرح چند نسلوں اور چند زمانوں تک کے لیے بھی اس کا دائرہ محدود نہیں۔ بلکہ یہ آخری پیغمبرؐ پر نازل ہونے والی آخری کتاب ہے یہی وجہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کو اپنے ذمہ لیا ہے۔

اسی طرح فرمایا۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۞ بیشک، 'ہم' ہی نے نصیحت۔نامہ اُتارا ہے اور 'ہم' ہی اس کے نگہبان ہیں۔ (سورہ حجر، آیت نمبر۹)

اس کا ثبوت یہ ہے کہ قرآن کو نازل ہوئے چودہ سو سال کا زمانہ گذر گیا لیکن جس صورت میں وہ نازل ہوا اس میں آج تک کوئی فرق نہیں آیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جس طرح لوگوں تک پہنچایا اور صحابہ کرامؓ نے جس طرح اخذ کیا۔پھر اس کے بعد بھی لوگوں تک جس طرح نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتا رہا، اور سینوں میں اسے محفوظ رکھا، زبانوں سے اس کا ورد ہوتا رہا، مصاحف میں اس کو لکھا گیا اور ہزاروں مسلمان اسے سناتے رہے یہاں تک کہ بچے اور وہ عجمی لوگ بھی جو اس کی زبان سے عام طور سے نا آشنا ہیں۔وہ اس حقیقت کا ایک زندہ ثبوت ہے۔

داعی کے لئے لازم ہے کہ وہ قرآن کا اسی جذبے اور اسی نقطۂ نظر سے مطالعہ کرے کہ یہ وہ کتاب ہے جو ہر زمانے کے لیے ہے پس اسے کسی خاص زمانے کے رجحان کے مطابق ڈھالنا اور کسی خاص نسل کے افکار کے چوکھٹے میں فٹ کرنا کسی طرح مناسب نہ ہوگا۔اس لیے کہ رجحانات بدلتے رہتے ہیں، اور افکار میں تغیر واقع ہوتا رہتا ہے پس زمانہ گذرتا رہے گا اور نسلیں آتی رہیں گی، لیکن اللہ کی کتاب اسی طرح زندۂ جاوید باقی رہے گی، جیسا کہ اللہ نے اسے نازل کیا ہے۔

قرآن پوری زندگی پر حاوی ہے۔

قرآن جس طرح ہر زمانے کے لیے ہے، اسی طرح یہ ایک ایسی کتاب ہے جو پوری زندگی پر حاوی ہے۔عقائد کا معاملہ ہو یا دینی شعائر اور اخلاق و آداب کا ان تمام دائروں میں وہ خدائی رہنمائی اور الٰہی نقطۂ نظر کے اصولوں کو سمیٹے ہوئے ہے۔جس طرح

کہ عبادات، انسانی معاملات، خاندان کے مسائل اور سماج کے تعلقات کے سلسلے میں خدائی قانون کے اصولوں کو سمیٹے ہوئے ہے۔سماج کے تعلقات چھوٹے دائرے سے تعلق رکھتے ہوں یا بڑے دائرے سے علاقائی سطح کے ہوں یا بین الاقوامی سطح کے۔یہاں تک کہ قرآن کی سب سے طویل آیت جو نازل ہوئی تو اس کا تعلق بھی انسان کے اجتماعی زندگی سے ہے۔یعنی آیت 'دین' جس میں آپسی قرضوں کو لکھ لینے کی تاکید کی گئی ہے۔

اس کے ساتھ ہی یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی مخاطب پوری انسانیت ہے اور وہ انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں سے بحث کرتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اسے تمام انسانوں کے لیے دستور العمل بنا بھیجا ہے۔اور دنیا جہاں کے لوگ اس کے مخاطب ہیں۔

جیسا کہ ارشاد ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ (سورہ البقرہ، آیت نمبر۱۸۵)

رمضان کا مہینہ وہ ہے، جس میں قرآن اُتارا گیا۔جو انسانوں کے لئے ہدایت (رہنما) ہے؛ جس میں ہدایت (رہنمائی) اور حق و باطل میں فرق کرنے کے دلائل ہیں۔

اسی طرح فرمایا:

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ۞ (سورہ تکویر، آیت نمبر۲۷)

یہ (قرآن) تو ساری دنیا والوں کے لئے ایک نصیحت ہے؛

پس قرآن ایک مکمل اور ہمہ گیر دستور العمل ہے اس کے نازل کرنے والے رب کائنات نے اس کا یہ وصف بیان کیا ہے کہ یہ انسانی زندگی کی تمام گتھیوں کو سلجھانے والی ہے۔

جو شخص قرآن کو سمجھنا چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کی خصوصیات اور اس کے امتیازات کو اپنی نگاہ میں رکھے۔اور اسے اپنے عقل و شعور کے آئینے میں اتارنے کی کوشش کرے۔

قرآن کلام الٰہی ہے

اس سلسلے میں قرآن کی سب سے پہلی خصوصیت جو ہر وقت ذہن میں تازہ رہنی چاہیئے وہ یہ ہے یہ خالص اللہ کا کلام ہے۔ بشری اوہام خواہشات کا اس میں کوئی شائبہ نہیں۔ وہ صدفی صد 'الف' سے لے کر 'ی' تک پورا کا پورا اللہ کی طرف سے ہے۔ جسے لے کر آنے والے جبرئیل امین ہیں۔ اور حضرت محمد ﷺ نے اسے اخذ کر کے اپنے سینے میں محفوظ کیا۔ اس کے بعد اسے لوگوں تک پہنچایا اور اس کے اجمال کی توضیح کی ہے، اور اس کے کلام الٰہی ہونے کی وضاحت خود اللہ رب العالمین نے ان الفاظ میں فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۝ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ۝

اور (قرآن) یہ ساری دنیا کے رب کا نازل کیا ہوا ہے، اس کو روح القدس امین لیکر نازل ہوئے ہیں؛ آپ کے دل پر، تاکہ آپ ڈرانے والے بنیں؛ واضح عربی زبان میں

(سورہ شعرآء، آیت نمبر ۱۹۲ سے ۱۹۵)

اس کا مطلب ہے کہ قرآن اپنے اندر الٰہی علم، الٰہی حکمت، الٰہی رحمت اور الٰہی قدرت کو سمیٹے ہوئے ہے، اور اللہ کی ذات وہ ہے جو ہر کمال سے متصف اور ہر نقص سے پاک ہے۔

پس یہ عین اس کی طبیعت کا تقاضا ہے کہ اس کی بتلائی ہوئی چیزیں کامل سچائی سے متصف ہوں، اور اس کے دئے ہوئے احکام سراپا عدل کی تصویر ہوں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا ۚ لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝

اور تمہارے 'رب' کی بات سچی اور انصاف کی ہے، کوئی 'اُس کے' کلام کو بدل نہیں سکتا، اور 'وہ' سنتا، جانتا ہے۔

(سورہ انعام، آیت نمبر ۱۱۵)

اس طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ کھلی دلیل ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُم بُرْهَانٌ مِّن رَّبِّكُمْ وَأَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُّبِينًا ۝

اے لوگوں! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی دلیل آچکی ہے اور 'ہم نے' تمہاری طرف کھلا ہوا نور بھیج دیا ہے۔

(سورہ نساء، آیت نمبر ۱۷۴)

اس طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ غفور اور رحیم کی طرف سے ہے۔

قُلْ أَنزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝

کہہ دیجیے، ''اسے اُتارا ہے 'اُس نے' جو آسمانوں اور زمین کے پوشیدہ کو جانتا ہے، بیشک 'وہ' بہت معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔''

(سورہ فرقان، آیت نمبر۔٦)

یہ قرآن حکیم اور حمید کی طرف سے ہے۔

لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ۝

باطل 'اُس' تک نہ آسکے آگے سے آسکتا ہے، اور نہ اُس کے پیچھے سے، یہ 'اُس کی' طرف سے نازل ہوئی ہے جو حکمت والا، خوبیوں والا ہے۔

(سورہ حم سجدہ، آیت نمبر۔۴۲)

قرآن حکیم میں جو واقعات بیان کیے گئے ہیں، یا موعظت کی جو باتیں کہی گئی ہیں اور جن باتوں کا حکم دیا گیا ہے اور جن باتوں سے منع کیا گیا ہے، حیات و کائنات سے متعلق ہوں یا انسانی زندگی کے لیے جو شریعت یا قانون وضع کیا گیا ہے، وہ ان تمام چیزوں کے اندر سراپا حق ہے، اور سراپا خیر، جمال، عدل، حکمت، رحمت اور مصلحت ہے جو ان میں جلوہ گر ہے اس لیے کہ یہ سب ایک ایسی ہستی کی طرف سے ہے جو ان ہی صفات سے متصف ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

یہ قرآن حکیم وعلیم کی طرف سے ہے۔

وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ مِن لَّدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ۝ (سورۃ نمل،آیت نمبر۔۶)

اور آپ یہ قرآن ایک حکمت والے، بڑے جاننے والے کی طرف سے پا رہے ہیں۔

یہ قرآن رحمٰن ورحیم کی طرف سے ہے۔

تَنزِيلٌ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ۝ (سورۃ حٰم سجدہ،آیت نمبر۔۲)

یہ (کتاب) رحمٰن اور رحیم کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔

یہ قرآن رب العالمین کی طرف سے ہے۔

تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ۝ (سورہ حاقۃ،آیت نمبر۔۴۳)

یہ اُتارا ہوا ہے رب العٰلمین کی طرف سے۔

یہ قرآن تمام عالم کے لئے ہے۔

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ۝ (سورۃ فرقان،آیت نمبر۔۱)

'وہ' بڑا ہی برکت والا ہے جس نے فرقان (سچ اور جھوٹ میں فرق کرنے والی) اپنے بندے پر اُتارا، تاکہ وہ سارے عالم کے لئے نصیحت (دینے والا) ہو۔

یہ قرآن نصیحت نامہ ہے۔

لَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ (سورۃ انبیاء،آیت نمبر۔۱۰)

'ہم نے' تمہاری طرف ایسی کتاب اُتاری ہے، جس میں تمہارے لئے نصیحت ہے، کیا تم نہیں سمجھتے؟

اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں ہیں۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ (سورۃ زمر،آیت نمبر۔۲۷)

اور 'ہم نے' اس قرآن میں لوگوں کے لئے ہر طرح کی مثالیں بیان کر دی ہیں، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں؛

یہ قرآن غور کرنے کے لئے ہے۔

أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ۝ (سورۃ محمد،آیت نمبر۔۲۴)

تو کیا یہ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے، یا اُن کے دلوں میں تالے لگے ہیں؟

یہ قرآن تمام انسانوں کے لئے ھدایت نامہ ہے۔

هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ (سورۃ البقرۃ،آیت نمبر۔۱۸۵)

جو انسانوں کے لئے ہدایت (رہنما) ہے؛ اور جس میں ہدایت (رہنمائی) اور حق و باطل میں فرق کرنے کے دلائل ہیں،

وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا ۚ مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ (سورۃ شوریٰ،آیت نمبر۵۲)

اور اسی طرح 'ہم نے' اپنے حکم سے آپ کی طرف ایک رُوح (فرشتہ) بھیجا، آپ نہیں جانتے تھے کہ کتاب کیا چیز ہے، لیکن 'ہم نے' اُس (قرآن) کو نور بنایا، اور اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں اُسے راہ دکھاتے ہیں، اور بیشک آپ سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کر رہے ہیں؛

قرآن آسان ہے۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝ (سورۃ قمر،آیت نمبر۱۷)

اور 'ہم نے' قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا، تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟

قرآن ایک کھلی کتاب ہے۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ ۚ قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ

اے اہل کتاب! تمہارے پاس ہمارا رسول آ گیا ہے، جو کچھ تم کتاب میں چھپاتے تھے، اُس میں سے بہت سی باتیں وہ کھول۔ کھول کر

نُورٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ (سورۃ مائدہ، آیت نمبر۱۵)

بتا دیتا ہے اور بہت سی باتوں کو معاف کر دیتا ہے، بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے کھلی کتاب آ چکی ہے۔

تمام دنیا والوں کے لئے نصیحت نامہ ہے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (سورۃ تکویر، آیت نمبر۲۷)

یہ (قرآن) تو سارے عالم والوں کے لئے نصیحت ہے؛

قرآن میں ایمان والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ (سورۃ نحل، آیت نمبر۔۷۹)

کیا یہ لوگ پرندوں کو نہیں دیکھتے کہ آسمان (اور) ہوا میں گھرے ہوئے (اڑتے) ہیں، اُن کو اللہ ہی تھامے رکھتا ہے، اس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لائیں۔

اللہ نے قرآن کو آسان کیا ہے

قرآن کی ایک خصوصیت اس کا آسان ہونا ہے۔ یہ ایک ایسی کتاب ہے جسے خود اسے اتارنے والی پاک ذات نے آسان کیا ہے۔ اس کی تلاوت کو آسان کیا ہے۔ اسے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کو آسان کیا ہے، بشرطیکہ انسان ایسا کرنے کے لیے آمادہ ہو، وہ انسان پر کوئی سخت بوجھ نہیں ڈالتا، نہ اسے کسی ایسی چیز کا مکلّف ٹھہراتا ہے جس سے وہ تنگی میں مبتلا ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ (سورۃ قمر، آیت نمبر۱۷)

اور 'ہم نے' قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا، تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ (سورۃ قمر، آیت نمبر۲۲)

اور 'ہم نے' قرآن کو نصیحت لینے کے لئے آسان بنا دیا، تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ (سورۃ قمر، آیت نمبر۳۲)

اور 'ہم نے' قرآن کو نصیحت لینے کے لئے آسان بنا دیا، تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ (سورۃ دخان، آیت نمبر۵۸)

'ہم نے' تمہاری زبان میں اس (قرآن) کو آسان بنا دیا ہے تاکہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔

ہر انسان، بشرطیکہ اس کی فطرت صحیح ہو، قرآن کو پڑھ کر یا سن کر اسے بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ اس سے اثر قبول کر سکتا ہے، اور اس کے چشمۂ صافی سے اچھی طرح سیراب ہو سکتا ہے، اس میں حصّہ ہر شخص کو اپنے ظرف کے مطابق ہی ملے گا۔

اور کیوں نہ ہو جب کہ اس کتاب کا وصف ہی اس کا واضح سے واضح تر ہونا اور ہر طرح کے اینچ پیچ سے پاک وصاف ہونا ہے پس وہ ایک کھلی ہوئی، کتاب اور ایک کھلی ہوئی روشنی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ڛ قَدْ جَاۗءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ (سورۃ مائدہ، آیت نمبر۱۵)

اے اھل کتاب! تمہارے پاس ہمارا رسول آ گیا ہے، جو کچھ تم کتاب میں چھپاتے تھے، اُس میں سے بہت سی باتیں وہ کھول کر بتا دیتا ہے اور بہت سی باتوں کو معاف کر دیتا ہے، بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کھلی کتاب آ چکی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ (سورۃ نساء، آیت نمبر۱۷۴)

اے لوگوں! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی دلیل آ چکی ہے اور 'ہم نے' تمہاری طرف کھلا ہوا نور بھیج دیا ہے۔

روشنی کی خاصیت یہ ہے کہ وہ اپنے تئیں واضح اور بے غبار ہوتی ہے اسی طرح وہ دوسرے کے لیے بھی بے غبار ہوتی ہے اوراس کے سامنے صحیح راہ کو بالکل روشن کردیتی ہے۔ آنکھ والا بہر حال روشنی کو دیکھے بغیر رہ نہیں سکتا۔ ساتھ ہی یہ حقیقت بھی ہے کہ اس سے الگ ہوکر وہ کوئی دوسری چیز دیکھ بھی نہیں سکتا ہے۔

ان تمام باتوں کا تقاضا ہے کہ داعی اس طرح قرآن کو سہل اور آسان انداز میں پیش کرے۔ جیسا کہ اللہ نے خود اسے آسان کر کے اتارا ہے اسکے اوپر ایچ پیچ، بھول بھلیّوں اور تکلف وتصنّع کی چادر لپیٹ کر نہ رکھ دے کہ اس کی وجہ سے وہ اپنی آسان طبیعت (NATURE) سے کٹ کر رہ جائے۔ جب کہ اللہ نے خود اسے آسان اور دوسروں کے لیے آسانی پیدا کرنے والا بنایا ہے۔

قرآن کا چیلنج

قرآن کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ ایک معجزہ نما کتاب ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ اس کے ذریعہ مشرکین عرب کو چیلنج کریں کہ وہ اس جیسا کلام پیش کریں۔ اس جیسی دس سورتیں یا ایک سورت پیش کردیں لیکن وہ ایسا کرنے سے قاصر رہے اور ان کی زبانیں بالکل گنگ ہوکر رہ گئیں۔ قرآن نے ان کے اوپر اپنا یہ دعویٰ بالکل کھلے اور دوٹوک لفظوں میں رکھا جس کے جواب میں ان کی خاموشی کبھی نہ ٹوٹ سکی۔

جن اور انسان مل کر بھی ایک آیت نہیں بنا سکتے۔

قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا (سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر ۸۸)

کہہ دیجیے، ''اگر انسان اور جن اس کے لئے اکٹھے ہو جائیں کہ اس قرآن جیسی کوئی چیز بنا لائیں، تو اس جیسی کوئی چیز نہ لا سکیں گے، چاہے وہ آپس میں ایک۔ دوسرے کے مددگار ہوں۔

اپنی اسی خصوصیت کی بنا پر قرآن، رسول صلی االلہ علیہ وسلم کی پیش کردہ سب سے بڑی نشانی اور آپ ؐ کا لازوال معجزہ ہے۔

مخصوص نمونوں پر نگاہ۔

داعی کو چاہیے کہ وہ اپنے قرآن کے پیش کردہ اُن مخصوص نمونوں کے سانچے ذھن میں رکھے۔

قرآن ایک زندہ کتاب ہے

قرآن ایک زندہ کتاب ہے، جس کو اللہ نے مختلف انداز میں بیان فرمایا ہے۔

پہلی مثال حضرت آدمؑ کے قصّہ کی ہے کہ جب اللہ نے اُن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرشتوں سے فرمایا إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً (سورۃ البقرۃ۔۳۰) کہ میں زمین میں اپنا ایک جانشین بنانے والا ہوں۔ پہلے تو فرشتوں کو اس پر تعجب ہوا، پھر بعد میں دیکھا کہ خدائی امتحان میں آدم کی علمی برتری ثابت ہوگئی ہے تو چوں چرا کیئے بغیر اُن کی بڑائی کو تسلیم کرتے ہوئے اُنہوں نے حکم خداوندی کے آگے سرِ تسلیم خم کردیا۔

علم کی بنیاد پر خلافت کی مثال۔

قَالَ يَا آدَمُ أَنْبِئْهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ ۖ فَلَمَّا أَنْبَأَهُمْ بِأَسْمَائِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ (سورۃ البقرۃ، آیت نمبر۔۳۳)

(تب اللہ نے) حکم دیا، ''اے آدم! ان (فرشتوں) کو اُن کے نام بتا دو، جب اُنہوں نے اُن کو اُن کے نام بتا دیئے تو فرمایا، ''کیا میں نے تم سے (پہلے ہی) نہیں کہا تھا، کہ زمین اور آسمانوں کی چھپی باتوں کو میں ہی جانتا ہوں اور میں جانتا ہوں، جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔''

اُوپر کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ علم ہی وہ پہلا وصف تھا، جس کی وجہ سے انسان کو زمین پر خلافت کی ذمہ داری اٹھانے کا اہل قرار دیا۔

حضرت یوسفؑ کی مثال

دُوسری چیز ہمیں حضرت یوسفؑ کے قصّہ میں ملتی ہے کہ کس طرح اُنہوں نے ملک کے ایک بحرانی دور میں معاشی مسئلے کو حل کرنے کے لئے منصوبہ بندی اور پلاننگ کا طریقہ اختیار کیا، جسے حضرت یوسفؑ نے مصری حکومت کے سامنے پیش کیا۔ دیکھیں۔

قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأَبًا فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَأْكُلُونَ ﴿۴۷﴾ (سورۃ یوسف، آیت نمبر۔۴۷)

(یوسف نے) کہا،"سات سال تک تم لگاتار کھیتی کرتے رہوگے، تو جو (فصلیں) کاٹو، اُنہیں اُن کی بالی میں رہنے دینا سوائے اُس تھوڑی سی کے، جو تمہارے کھانے کے کام آئے،

ملکہء سبا کا تخت حاضر ہونے کی مثال

ایک مثال حضرت سلیمانؑ کے واقعہ کی ہے۔ جو بلقیس ملکہء سبا کے ساتھ پیش آیا تھا۔ حضرت سلیمانؑ کے دربار کے ایک جن نے پلک جھپکنے سے بھی کم وقفہ کے اندر ملکہء سبا کے تخت کو اُن کے سامنے لاکر رکھ دیا۔ یہ کارنامہ جن مخصوص علم کی بدولت ہی انجام دے سکا تھا جو اُسے اللہ کی طرف سے حاصل تھا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ (سورۃ نمل، آیت نمبر۔۴۰)

ایک آدمی جس کے پاس کتاب کا علم تھا، کہنے لگا،"میں اُس کو آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے حاضر کیئے دیتا ہوں۔"

جب کہ حضرت سلیمانؑ شام میں تھے اور بلقیس کے تخت کو یمن سے لانا تھا۔

ذوالقرنین کے ذریعہ تانبے اور لوہے کا باندھ

ایک واقعہ ذوالقرنین کا ہے کہ کس طرح اس نے پگھلے ہوئے تانبے کو ملا کر لوہے کا عظیم بند تیار کر دیا۔ جبکہ جدید سائنس کی روشنی میں یہ بات آج معلوم ہوسکی ہے کہ تانبے کی آمیزش سے لوہے کے قوت اور اس کی مضبوطی میں غیر معمولی اضافہ ہو جاتا ہے۔

ذوالقرنین نے کہا تھا:۔

آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿۹۶﴾ فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا ﴿۹۷﴾ (سورہ کہف آیت نمبر۹۶۔ ۹۷)

تم مجھے لوہے کے ٹکڑے لا دو،" یہاں تک کہ جب دونوں پہاڑوں کے بیچ خالی جگہ کو پاٹ کر برابر کر دیا تو کہا،"دھونکو"!" یہاں تک کہ جب اُسے آگ کر دیا تو کہا،"مجھے پگھلا ہوا تانبا لادو، تاکہ میں اُس پر اُنڈیل دوں۔" پھر اُن میں یہ طاقت نہ رہی کہ (یاجوج۔ ماجوج) اُس پر چڑھ سکیں اور نہ یہ طاقت رہی کہ اُس میں سیندھ لگا سکیں۔

ایمان کے اثرات

اس طرح مثال کے طور پر اگر ہم جاننا چاہتے ہیں کہ قرآن کی نظر میں ایمان کا کیا مقام ہے تو دسیوں آیتیں ہمارے سامنے آئیں گی جن میں براہ راست اس مسئلے پر گفتگو کی گئی ہوگی کہ ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ نیز یہ کہ انسانی زندگی میں اس کے کیا اثرات رونما ہوتے ہیں، لیکن اسی حقیقت پر اگر ہم قرآن کے ذکر کردہ کچھ واقعات کی روشنی میں غور کر سکیں تو ایمان کی یہ اثر آفرینی ہمارے سامنے مزید گہرائی کے ساتھ سامنے آتی ہے۔

چنانچہ قرآن میں ہم یہ واقعہ دیکھتے ہیں کہ ایمان کے نشے سے سرشار ہونے کے

بعد کچھ نوجوانوں کا کیا حال ہو جاتا ہے؟ اور ایمان کی یہ دولت انھیں عظمت و بلندی کے کس مقام پر فائز کر دیتی ہے۔ یہ بات ہمیں کہف کے نوجوانوں کے قصّے میں ملتی ہے جس میں وہ محض اپنی قوت ایمانی کی بدولت منکرین خدا کے مقابلے میں سینہ سپر ہو جاتے ہیں اور باغیوں اور سرکشوں کے ظلم وطغیان کو ذرّہ برابر خاطر میں نہیں لاتے ہیں:۔

کچھ نوجوانوں کے قوت ایمانی کی مثال

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُمْ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى ۝ وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُوَ مِنْ دُونِهِ إِلَٰهًا ۖ لَقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا ۝ هَٰؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً ۖ لَوْلَا يَأْتُونَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ ۖ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۝

(سورۃ کہف، آیت نمبر ۱۳۔ ۱۵)

’ہم‘ اُن کا قصّہ ٹھیک۔ٹھیک بیان کرتے ہیں، وہ کچھ نوجوان تھے جو اپنے ’رب‘ پر ایمان لائے تھے، اور ’ہم نے‘ اُنہیں ہدایت میں ترقی دی تھی۔ اور ’ہم‘ نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا، جب وہ اٹھے تو انہوں نے کہا، ’’ہمارا ’رب‘ وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا ’رب‘ ہے، ہم تو اُس کے علاوہ کسی معبود کو نہ پکاریں گے، (اگر ہم نے ایسا کیا) تو اس وقت ہم نے عقل سے دُور کی بات کہی۔ یہ ہماری قوم کے لوگ ہیں، جنہوں نے اُس کے سوا دوسروں کو معبود بنا لئے ہیں، بھلا یہ اُن پر کوئی کھلی دلیل کیوں نہیں لاتے۔ تو اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا، جو اللہ پر جھوٹ گڑھے؟

ایمان والی عورت پر تشدد کی مثال

قرآن میں ایمان کی دولت سے سرشار ایک عورت کا واقعہ ہے، جس کا شوہر ایک

گنہگار اور کافر ہی نہیں بلکہ غرور اور طاقت کے نشے میں چور اور جبر و تشدد میں اپنی مثال آپ تھا۔ یہ فرعون کی عورت کا واقعہ ہے جس کی طاقت و اقتدار یا کسی سزا کا اثر اُس عورت پر نہیں پڑتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ ۘ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝

(سورہ تحریم آیت نمبر ۱۱)

اور ایمان والوں کے لئے اللہ نے فرعون کے بیوی کی مثال پیش کی ہے، جبکہ اُس نے کہا، ’’اے میرے رب! ’تو‘ میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اُس کے عمل سے چھٹکارا دے، اور چھٹکارا دے مجھے ظالم لوگوں سے۔‘‘

ایمان لانے کے بعد حیرت انگیز تبدیلی کی مثال

اسی طرح قرآن میں ہمیں کچھ ایسے لوگوں کا قصّہ بھی ملتا ہے، جن کو ایمان کی دولت مل جانے کے بعد ان کی شخصیت کا نقشہ بدل جاتا ہے۔ اور وہ ایک نیا رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ ان کے اندر حیرت انگیز قسم کی نفسیاتی قوتیں ابھرتی ہیں، ایمان کی دولت ملنے سے پہلے جن کا کہیں دور دور تک پتہ نہ تھا۔ یہ فرعون کے جادوگر کا قصّہ ہے جن کے سامنے حضرت موسیٰؑ کے معجزات کو دیکھ کر حق بالکل روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ آپ پر ایمان لاتے ہیں اور فرعون کی قوت و شوکت اور اس کی دھونس اور دھمکی کے جواب میں علی الاعلان اپنا چیلنج پیش کر دیتے ہیں جس کی تفصیل قرآن ان لفظوں میں پیش کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ۝ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ۝ قَالَ

اور جادوگر سجدے میں گر پڑے، بولے، ’’ہم تو ایمان لے آئے ساری دنیا کے رب پر،

فِرْعَوْنُ آمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَآ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿١٢٣﴾ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٢٤﴾
قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿١٢٥﴾ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ۚ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿١٢٦﴾

(سورۃ اعراف، آیت نمبر ۱۲۰-۱۲۶)

موسیٰ اور ہارون کے رب پر۔'' فرعون بولا، ''اس سے پہلے کہ میں تمہیں اجازت دیتا ہوں، تم اس پر ایمان لائے! بیشک یہ تو ایک چال ہے، جو تم لوگوں نے مل کر شہر میں کیا ہے، تاکہ اُن میں کے رہنے والوں کو وہاں سے نکال دو۔ اچھا، تو اب جلد ہی معلوم ہوا جاتا ہے۔ میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دُوسری طرف کے پاؤں کٹوا دونگا؛ پھر تم سب کو سولی پر چڑھوا کر رہونگا۔'' اُنہوں نے کہا، ''ہم تو اپنے رب ہی کی طرف لوٹیں گے؛ اور اُس کے، سوا تجھ کو ہماری کون سی بات بُری لگی ہے؟ جب ہمارے 'رب' کی نشانیاں ہمارے پاس آ گئیں، تو ہم اُن پر ایمان لے آئے، اے رب! ہم پر صبر کے دہانے کھول دے اور ہمیں اس حال میں اٹھا کہ ہم مسلم ہوں۔''

اللہ کے شکر گذار بندوں کی مثال

ہمارے سامنے انسانی شخصیت کی ایک بہت ہی مکمل تصویر قرآن پیش کرتا ہے کہ کس طرح انہوں نے زندگی کے ہر موڑ پر اور نازک سے نازک حالات میں اپنے اس اعلیٰ معیار کو برقرار رکھا۔ اور نعمت کے ہر مواقع پر اعتدال و توازن کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

مالداری اور قوت کے باوجود شکر کی مثال۔

ایک مثال ہمارے سامنے اس مالدار کی ہے جو (نظام کائنات پر اپنی غیر معمولی دسترس کے باوجود) اپنی زندگی میں شکر و سپاس کا پیکر ہے۔ یہ چیز ہمیں حضرت سلیمانؑ کی

شخصیت میں جلوہ گر نظر آتی ہے جو چیونٹی کی گفتگو کو سمجھ جانے کے بعد بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں:

حضرت سلیمانؑ اور چیونٹی۔

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٩﴾ (سورۃ نمل، آیت نمبر۔۱۹)

تو وہ اُس کی بات پر خوش ہو کر مسکرائے اور کہا، ''اے رب''! مجھے سنبھال کے رکھ، کہ میں تیرے اُس احسان کا شکر ادا کرتا ہوں جو تُو نے مجھ پر اور میرے ماں۔ باپ پر کیا ہے، اور یہ کہ اچھے کام کروں جو تُجھے پسند آئیں اور اپنی رحمت سے مجھے اپنے بھلے بندوں میں داخل کر۔''

حضرت سلیمانؑ اور ملکہ ءسبا۔

اسی طرح جب بلقیس ملکہ ءسبا کا تحت آپ کے سامنے لا کر رکھ دیا گیا تو شکر میں ڈوبے ہوئے کلمے بے اختیار آپ کی زبان پر آ گئے۔

قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۣ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿٤٠﴾ (سورۃ نمل، آیت نمبر ۴۰)

ایک آدمی جس کے پاس کتاب کا علم تھا، کہنے لگا، ''میں اُس کو آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے حاضر کیئے دیتا ہوں۔'' تو جب (سلیمان نے) تخت کو اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو کہا، ''یہ میرے 'رب' کا فضل ہے، تاکہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری، اور جو شکر کرتا ہے، وہ اپنے ہی فائدہ کے لئے کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے، تو میرا 'رب' بے نیاز، بڑا اکرم والا ہے۔

سورہ نمل آیات ۱۶ تا ۴۴ میں یہ قصّہ تفصیل سے ذکر ہے۔

حاکم و عادل بادشاہ حضرت ذوالقرنین اور تعمیری کام کی مثال

اسی طرح کی ایک مثال ایک حاکم یا عدل انصاف کے پیکر اس بادشاہ کی ہے جسے اپنی لمبی چوڑی حکومت کی مصروفیات بھی اپنے رب کی عبادت اور اس کی مخلوق کی نگہداشت سے غافل نہیں ہونے دیتی ہیں۔ اس چیز کی نمائندگی ہمیں ذوالقرنین کی شخصیت میں ملتی ہے جو اپنی فتوحات کا پروانہ لئے مشرق و مغرب کے آخری کناروں تک پہنچ گیا، لیکن اس کے باوجود عدل و انصاف کی لگام کو مضبوط تھامے رہا۔ اسی طرح اس نے انسانوں کی بھلائی کے لئے بڑی بڑی فصیلیں اور بڑے بڑے بند تعمیر کیے۔ جس کے سلسلے میں سب سے پہلے تو وہ اللہ کی مدد کا طالب ہو اس کے بعد عوام الناس کی محنتوں اور کوششوں سے فائدہ اٹھایا۔ (قرآن کریم میں تو صرف ایک ہی بند کا تذکرہ ملتا ہے لیکن اس سے اتنا پتہ ضرور چلتا ہے کہ ذوالقرنین کو اس فن میں خصوصی مہارت حاصل تھی۔ جس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اپنی وسیع و عریض حکومت اور اپنی طویل فتوحات کے دوران مختلف مقامات پر بھی اس نے اس طرح کی فصیلیں اور اس طرح کے بند تعمیر کیے ہوں گے۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو سورہ کہف کی آیت نمبر ۸۳ سے ۹۸ تک۔)

حضرت ایوبؑ کے شکر کی مثال

اور ایک مثال اس شخص کی ہے جس پر ہر طرف سے مصائب و آلام کی یورش ہے، لیکن اس کی پیشانی پر ذرا شکن نہیں آتی ہے۔ اور وہ فیصلہ خداوندی پر ہر طرح سے راضی اور مطمئن ہے۔ اس شخصیت کے نمائندے حضرت ایوب علیہ السلام ہیں جن کے متعلق قرآن صراحت کرتا ہے۔

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِب بِّهِ وَلَا تَحْنَثْ ۗ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا ۚ نِّعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝

(سورۃ ص، آیت نمبر۔۴۴)

''اور (ہم نے ایوب سے کہا) تنکوں کا ایک گُچھا اپنے ہاتھ میں لو اور (اپنی بیوی کو) اُس سے مارو اور قسم نہ جھوٹی ہونے دو۔'' بیشک ہم نے اُن کو (ایوب کو) صبر کرنے والا پایا، بہت اچھے بندے تھے، بیشک وہ رجوع (عبادت) کرنے والے تھے۔

اور مزید تفصیل کے لئے دیکھیں (سورہ ص آیت نمبر۔۴۱ سے ۴۴ تک۔)

پاک دامن نوجوان کی مثال

ایک دوسرا پاک بازی و پاک دامنی کے پیکر نوجوان کا ہے جو اپنے جوانی کے بانکپن اور حسن و جمال کی رعنائی میں اپنی مثال آپ اور جسے ہر طرف سے بہلانے اور پھسلانے کی کوششیں ہو رہی ہے اور حالات ایسے ہیں کہ ایک فرشتہ صفت انسان بھی اپنے کو ان میں بمشکل ہی پھسلنے سے بچا سکتا ہے۔ لیکن وہ اپنے کو اس طوفان سے بالکل بے غبار نکال لے جاتا ہے۔ صدق و صفائی کے پیکر حضرت یوسف علیہ السلام کی دلآور شخصیت کو دیکھئے جن کی داستان قرآن میں اس طرح ہے:۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَن نَّفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۚ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ ۖ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ ۖ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ۝

(سورۃ یوسف، آیت نمبر۔۲۳)

اور جس عورت کے گھر میں وہ رہتے تھے، اُس نے اُن کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا اور، اُس نے دروازہ بند کر دیئے، اور بولی، ''جلدی آؤ'' اُنہوں نے کہا، ''اللہ کی پناہ! وہ (یعنی تمہارے شوہر) تو میرے آقا ہیں اُنہوں نے مجھے اچھا مقام دیا ہے، بیشک ظالم لوگ کامیاب نہیں ہونگے۔''

اللہ کے حکم کے آگے ایک نوجوان کی قربانی

ایک اور نمونہ اس نوجوان کا ہے جو حکم خداوندی کی تعمیل میں اپنا سب کچھ دینے کو تیار ہے۔ چنانچہ وہ اس راہ میں خدا کے حضور اپنی گردن کو بھی پیش کر دیتا ہے۔ یہ مثال حضرت ابراھیمؑ کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کی ہے۔ جب وہ دوڑنے کی عمر کو پہنچ چکے ہیں۔ اس ضمن میں باپ اور بیٹے کی گفتگو کو قرآن ان لفظوں میں نقل کرتا ہے:۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۚ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ

(سورۃ صافات، نمبر۔۱۰۲)

تو جب وہ اُس کے ساتھ چلنے۔ پھرنے کی عمر کو پہونچا، تو اُنہوں نے کہا،'' اے میرے بیٹے! میں، سپنے میں دیکھتا ہوں کہ '' میں تم کو ذبح کر رہا ہوں، تو تمہاری کیا رائے ہے'' اُنہوں نے کہا،'' ابا جان! کر گزریئے جس کا حکم آپ کو دیا جا رہا ہے، آپ انشاء اللہ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے۔''

ایمان کو چھپائے رکھنے والا مومن اور مدافعت

ایک اور نمونہ اس مومن کامل کا بھی ہے جو بتقاضائے مصلحت اپنے ایمان کو چھپائے رکھتا ہے، لیکن جب وقت آجاتا ہے تو وہ اپنے ایمان کا برملا اعلان کر دیتا ہے اور حق کی مدافعت اور باطل کا مقابلہ کرنے میں وہ بالکل سینہ سپر ہو جاتا ہے وہ حکمت و موعظت کی راہ اپنا کر لوگوں کو سمجھانا چاہتے ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ اس حقیقت کے لیے اس کا سینہ بالکل کھل گیا ہے۔ یہ مثال آل فرعون کے اس مومن کامل کا ہے جس کے ایمان کی شہادت قرآن ان لفظوں میں پیش کرتا ہے:

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ڰ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَاۗءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ

(سورۃ مؤمن، آیت نمبر۔۲۸)

اور فرعون کے لوگوں میں سے ایک ایمان والے آدمی نے، جو اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا کہا،'' کیا تم ایسے آدمی کو، اس لئے مار ڈالو گے کہ وہ کہتا ہے،'' میرا رب اللہ ہے، اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی اُور سے کھلے ثبوت بھی لیکر آیا ہے؟'' اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اُس کے جھوٹ کا وبال اُسی پر پڑیگا، اور اگر وہ سچا ہے، تو جس چیز کی وہ تمہیں دھمکی دے رہا ہے، اُس میں سے کچھ نہ کچھ تو تم پر پڑ کر رہے گا، بیشک اللہ اُس کو راہ نہیں دکھاتا جو حد سے گذرنے والا جھوٹا ہو۔

بلاقصور جیل جانے والے داعی نوجوان کی مثال

ایک نمونہ منصب رسالت کے حامل اس داعی کا ہے جسے بلاقصور جیل کی کوٹھری میں ڈال دیا جاتا ہے، لیکن اس کال کوٹھری کی تاریکی اور اس کی پریشانیاں اس سے اس فرائض دعوت کو فراموش نہیں ہونے دیتی ہیں، چنانچہ وہ اس موقع کو بھی غنیمت خیال کرتا ہے۔ وہ اپنے ساتھیوں کو توحید ہی کا دِل نواز پیغام سناتا اور شرک و بت پرستی کے ناپاک لبادے کو اتار پھینکنے کی ترغیب دلاتا ہے۔ یہ حضرت یوسف علیہ السلام کی دِلآویز شخصیت کا مرقع ہے جو اپنی اس دعوت کو ان لفظوں میں پیش کرتا ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ۭ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّىْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ

(یوسف نے) کہا،'' جو کھانا تمہیں ملتا ہے اُس کے آنے سے پہلے ہی میں تمہیں اس کی تعبیر بتا دونگا، یہ اُس علم میں سے ہے، جو میرے رب نے مجھے سکھایا ہے، میں نے اُن لوگوں کے دھرموں کو چھوڑ دیا ہے جو اللہ پر ایمان نہیں

وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝	رکھتے ،اور آخرت کا بھی انکار کرتے ہیں؛ اور میں نے اپنے باپ۔دادا ابراھیم، اور اسحٰق ، اور یعقوب کے دین کو اپنایا، ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک کریں؛ یہ اللہ کی مہربانی ہے ہم پر اور لوگوں پر، لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔
يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْقَهَّارُ ۝	اے جیل کے ساتھیوں! کیا الگ۔الگ بہت سے رب اچھے ہیں، یا اکیلا اللہ زبردست۔
مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ یوسف، آیات ۳۷ تا ۴۰)	تم 'اس کے' سوا جس کی بھی عبادت کرتے ہو، وہ تو بس نام ہیں، جو تم نے اور تمہارے باپ۔دادا نے رکھ لیئے ہیں، اُن کے لئے اللہ نے کوئی دلیل نہیں اُتاری، حکومت تو بس اللہ کی ہے، 'اُس نے' حکم دیا ہے کہ اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو؛ یہی سیدھا (سچا) دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے؛

کافر باپ اور مؤمن بیٹے کی مثال

اسی طرح کا ایک نمونہ اس بیٹے کا ہے جسے ایمان کی دولت ملی ہوئی ہے، لیکن اس کا باپ کافر ہے۔ وہ انتہائی نرمی اور محبت کے ساتھ اس کے سامنے اپنی دعوت کو پیش کرتا ہے اور پیغام کو پہنچانے کا حق ادا کرنا چاہتا ہے۔ یہ حضرت ابراھیمؑ کی شخصیت کا اسوہ ہے جو اپنے باپ سے اس طرح خطاب کرتے ہیں:

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ۝ (سورۃ مریم، آیت نمبر ۴۲)	جب اُنہوں نے اپنے باپ سے کہا، ''اے میرے ابّا جان! آپ کیوں ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں، جو نہ سنتے ہیں، اور نہ دیکھتے ہیں اور نہ آپ کے کسی کام آتے ہیں۔

ایمان والا باپ اور کافر بیٹے کی مثال

اس کے برعکس دوسرا نمونہ اس باپ کا ہے جو خود تو دولت ایمانی سے آراستہ ہے لیکن اس کا بیٹا کافر ہے۔ باپ اسے ہر ممکن کوشش سے خدائی پکڑ سے بچانا چاہتا ہے، لیکن بات اس کی سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ اپنی شفقت پدری سے مجبور ہو کر وہ اپنے رب کے حضور اس کے حق میں سفارش بھی کرتا ہے، اگرچہ اس کے جواب میں اسے اعتاب الٰہی سے دو چار ہونا پڑتا ہے۔ یہ حضرت نوحؑ اور ان کے کافر بیٹے کی داستان ہے جس کی تفصیل ہمیں (سورۃ ھود آیات ۴۲ تا ۴۷) میں ملتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۣ وَنَادٰى نُوْحُ ۨابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ۝ وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ۝ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۫ فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ	اور وہ (ناؤ) اُنہیں لیکر لہروں کے بیچ چلنے لگی؛ پہاڑ جیسی موجوں میں، اور نوحؑ نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ کنارے پر تھا۔ کہ ''اے میرے بیٹے! سوار ہو ہمارے ساتھ، اور کافروں کے ساتھ مت ہو۔'' وہ بولا، ''میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لئے لیتا ہوں جو مجھے پانی سے بچالے گا،'' کہا، ''آج اللہ کے حکم سے کوئی بچانے والا نہیں سوائے اُس کے جس پر 'وہ' رحم کرے۔'' اتنے میں دونوں کے بیچ موج آ پڑی اور ڈوبنے والوں کے ساتھ وہ بھی ڈوب گیا۔ اور کہا گیا، ''اے دھرتی! اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان تو تھم جا'' اتنے میں پانی تہہ میں بیٹھ گیا اور وہ (ناؤ) جودی (پہاڑ) پر ٹک گئی، اور کہہ دیا گیا کہ ظلم کرنے والے لوگ دُور ہو

الْجٰهِلِيْنَ ۞ قَالَ رَبِّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۞

(سورۃ ہود آیت نمبر ۴۶ سے ۴۷)

گئے۔'' اور نوح نے اپنے رب کو پکارا، اور کہا، ''اے میرے رب! میرا بیٹا تو میرے گھر والوں ہی میں ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور 'تو' سب سے بہتر حاکم ہے۔'' (اللہ نے) کہا، ''اے نوح! وہ تمہارے گھر والوں میں سے نہیں، کیونکہ اُس کے کرم (اعمال) برے تھے، تو مجھ سے ایسی چیزوں کا سوال نہ کرو۔ جس کی تمہیں خبر نہ ہو؛ 'میں' تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم نادانوں میں سے نہ ہو۔'' (نوح) بولے، ''اے میرے رب! میں 'تجھ' سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ 'تجھ سے' اُس چیز کا سوال کروں جس کا مجھے کوئی علم نہ ہو، اب اگر 'تو' نے مجھے معاف نہ کیا اور مجھ پر رحم نہ کیا، تو میں گھاٹے میں پڑ کر رہوں گا۔''

کافر شوہر اور مؤمنہ بیوی کی مثال

اسی طرح کا ایک نمونہ اس مثالی مومن عورت کا ہے جس کا شوہر نہ صرف یہ کہ کافر بلکہ انتہائی سر پھرا اور مغرور بلکہ خدائی کا مدعی بھی ہے۔ یہ فرعون کی بیوی آسیہ کا قصہ ہے جب کہ وہ بدترین قسم کا جابر وسرکش ہے جس نے اپنی پوری سلطنت میں اپنی خدائی کا اعلان کر رکھا ہے، لیکن نہ تو اس کی حکومت وسلطنت اس خاتون کو اپنے دام میں پھنسانے میں کامیاب ہو پاتی ہے، نہ وہ اس کی قوت وسطوت کے آگے ذرہ برابر خوف زدہ ہوتی ہے اور نہ اس کے ڈرانے دھمکانے کی وہ کوئی پرواہ کرتی ہے۔ وہ صرف اپنے رب سے دعا کرتی ہے اور اپنے کو اس کی پناہ میں دے دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۞

(سورۃ تحریم، آیت نمبر۔۱۱)

اور ایمان والوں کے لئے اللہ نے فرعون کی بیوی کی مثال پیش کی ہے، جبکہ اُس نے کہا، ''اے میرے رب! 'تو' میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اُس کے عمل سے چھٹکارا دے، اور چھٹکارا دے مجھے ظالموں سے۔''

کافر عورت اور مؤمن شوہر کی مثال

ایک دوسرا نمونہ اس کافر عورت کا ہے جس کا شوہر مسلمان ہے۔ یہ حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیویوں کی مثال ہے جن کے بارے میں قرآن کہتا ہے:۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۭ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۞

(سورۃ تحریم، آیت نمبر۔۱۰)

اللہ انکار کرنے والوں کے لئے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال بیان کرتا ہے، وہ 'ہمارے' بندوں میں سے، دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں، مگر دونوں نے اُن کے ساتھ بے وفائی کی، تو اللہ کے مقابلے میں اُن عورتوں کے کچھ بھی کام نہ آسکے اور 'اُن سے' کہہ دیا گیا، ''تم بھی دوزخ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔''

صلح پسند انسان اور ظالم بھائی کی مثال

ایک اور نمونہ بھلے اور صلح پسند انسان کا ہے جو ظلم وسرکشی کا مقابلہ خوف خدا کے

اسلحے سے کرتا ہے۔ وہ برائی کو بھلائی اور شر کو خیر سے دفع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ آدمؑ کے اس بیٹے کی شخصیت کا نمونہ ہے جس کا نام، ہابیل تھا اس کا بھائی قابیل جب اسے قتل کی دھمکی دیتا ہے تو وہ اس کے جواب میں کہتا ہے۔

لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ ۖ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ۝

(سورۃ مائدہ، آیت ۲۸-۲۹)

اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ بڑھائے گا، تو میں تجھ کو قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہیں بڑھاؤ گا، میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں، جو ساری دنیا کا رب ہے

میں تو چاہتا ہوں کہ میرا گناہ اور اپنا گناہ، تو ہی اپنے سر لے لے، پھر آگ (جہنم) میں پڑنے والوں میں سے ہو جائے، اور یہی ظالموں کا بدلہ ہے۔

اپنے بھائی کے قاتل کی مثال

دوسری مثال اس شر پسند انسان کی ہے جو اپنے بھائی پر چڑھ دوڑتا ہے اور اس کے خون سے اپنے ہاتھ کو رنگین کر لیتا ہے۔ حالانکہ وہ بالکل بے گناہ ہوتا ہے۔ ایسا کرتے ہوئے اسے نہ تو اپنے دین و اخلاق کا کچھ پاس ہوتا ہے، نہ رشتہء اخوت کا کچھ خیال آتا ہے، یہ آدمؑ کے دوسرے بیٹے، قابیل کی مثال ہے جو اپنے بالکل حقیقی بھائی کو قتل کرنے کے درپے ہوتا ہے اور اس کی اس مثالی کردار کو دیکھنے کے باوجود اپنے ارادے پر کسی قسم کی نظرثانی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا بلکہ اپنے بھائی کے خون سے اپنے ہاتھ کو رنگین کر کے ہی دم لیتا ہے:۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ (سورۃ مائدہ، آیت نمبر ۳۰)

مگر اُس کے جی نے اُسے اُس کے بھائی کے قتل پر اُبھارا، تو اُس نے اُسے قتل کر دیا اور گھاٹے میں پڑ گیا؛

ایک بزدل قوم کی مثال

ایک مثال اس بزدل قوم کی ہے جو ناموافق حالات میں انتہا درجہ بے صبری کا مظاہرہ کرتی ہے۔ یہاں تک کہ راہ فرار اختیار کر لیتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اپنے انبیاء کے تئیں سرکشی کی روش بھی اپنانے والی ہے۔ یہ قوم بنی اسرائیل ہے جسے اس کے رسول اور نجات دہندہ حضرت موسیٰ نے جب ارض موعود میں داخل ہو جانے کا حکم دیا تو وہ انتہائی بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کی ہمت نہ کر سکی۔ ان کے آپس کے اس سوال و جواب کو قرآن نے ان لفظوں میں نقل کیا ہے:

يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ ۝ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ وَإِنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا حَتَّىٰ يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا دَاخِلُونَ ۝ قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَإِنَّكُمْ غَالِبُونَ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا أَبَدًا مَا دَامُوا فِيهَا فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ ۝

(سورۃ مائدہ، آیت نمبر ۲۱ سے ۲۴)

اے میری قوم کے لوگوں! تم اس پاک زمین میں داخل ہو، جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے، اور پیچھے نہ ہٹو، ورنہ نقصان میں پڑ جاؤ گے۔'' وہ کہنے لگے، اے موسیٰ! وہاں تو بڑے زبردست لوگ (رہتے) ہیں، اور ہم وہاں ہرگز داخل نہیں ہو سکتے، جب تک کہ وہ وہاں سے نکل نہ جائیں؛ ہاں، اگر وہ (ظالم) وہاں سے نکل جائیں، تو ہم جا داخل ہونگے۔'' اُن ڈرنے والوں میں دو آدمی ایسے بھی تھے جن پر اللہ کی طرف سے انعام تھا، انہوں نے کہا، ''اُن لوگوں کے مقابلے میں دروازے سے داخل ہو جاؤ، جب تم اُس میں داخل ہو جاؤ گے، تو تم ہی غالب ہو گے؛ اللہ پر بھروسہ رکھو اگر تم ایمان والے ہو'' (انہوں) کہا، ''موسیٰ! جب تک وہ لوگ وہاں ہیں، ہم تو وہاں کبھی نہیں جا سکتے، تو جاؤ تم اور تمہارا رب دونوں لڑو، ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے،''

محروم امت کی مثال جو نعمتوں کی قدر نہیں کرتی

دوسری مثال اس محروم امت کی ہے جو اللہ کی نعمتوں کی قدر دانی نہیں کرتی اور انعامات کی اس بارش پر اللہ کا شکر ادا کرنے کے بجائے اس کی ناشکری کی راہ اختیار کرتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے یہ نعمتیں چھین لی جاتی ہیں۔ یہ مثال قوم سبا کی ہے جس کی داستان قرآن ان لفظوں میں بیان کرتا ہے:۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَن يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ﴿١٥﴾ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُم بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِّن سِدْرٍ قَلِيلٍ ﴿١٦﴾ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِمَا كَفَرُوا ۖ وَهَلْ نُجَازِي إِلَّا الْكَفُورَ ﴿١٧﴾

(سورۃ سبا، آیت نمبر ۱۵ سے ۱۷)

سبا کے لئے اُن کی بستی میں ایک نشانی تھی دو باغ۔ دائیں اور بائیں، ''کھاؤ اپنے رب کی روزی، اور اُس کا شکریہ ادا کرو، شہر بھی اچھا سا، اور رب بھی معاف کرنے والا۔'' تو انہوں نے منہ پھیر لیا تو 'ہم نے' اُن پر باندھ توڑ، سیلاب بھیج دیا اور ان کے دونوں باغوں کے بدلے میں اُنہیں دو دوسرے باغ دیئے، جن میں کچھ کڑوے۔ پھل اور جھاؤ تھے اور کچھ تھوڑی سی جھڑبیریاں۔ یہ بدلہ 'ہم نے' اُنہیں اس لئے دیا تھا کہ انہوں نے ناشکری کی تھی، اور ایسا بدلہ تو ہم ناشکرے کو ہی دیا کرتے ہیں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے مختلف انداز میں مثالیں بیان فرمائی ہیں، اسی طرح جہاں اللہ تعالیٰ نے احکام بیان کیے ہیں اُن آیتوں کے بعد اس طرح کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ جیسے، اللہ جاننے والا ہے، تم نہیں جانتے، یا وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے یعنی جو تم عمل کر رہے ہو اس سے وہ خوب واقف ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے ارشادات نقل کئے جاتے ہیں، جیسے۔

عمل کو اللہ جاننے والا ہے۔

وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢١٦﴾

اور اللہ ہی جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

(سورۃ البقرۃ، آیت نمبر۔۲۱۶)

وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٢٨٢﴾

اور اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔

(سورۃ البقرۃ، آیت نمبر۔۲۸۲)

وہ بہت علم والا حکمت والا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١١﴾

بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا، حکمت والا ہے۔

(سورۃ نساء، آیت نمبر۔۱۱)

وہ بڑی زبردست حکمت والا ہے۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٣٨﴾ (سورۃ مائدہ، آیت نمبر۔۳۸)

اور جو چوری کرے، مرد ہو یا عورت، اُن کے ہاتھ کاٹ دو، یہ اُن کے کرتوتوں کا بدلہ ہے اور اللہ کی طرف سے تنبیہ ہے؛ اور اللہ زبردست، حکمت والا ہے۔

اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا ۚ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ إِن شَاءَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٢٨﴾ (سورۃ توبہ۔۲۰)

اے ایمان والو! مشرک تو نجس ہی ہیں، تو اس سال کے بعد وہ 'مسجد حرام' کے پاس نہ جانے پائیں اور اگر تمہیں غریبی کا ڈر ہو، تو اللہ چاہے گا تو تم کو اپنے فضل سے غنی کر دیگا، بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا، حکمت والا ہے۔

شاید یہی وجہ ہے جو قرآن اپنی احکاماتی آیات کو اکثر و بیشتر اس طرح کے الفاظ پر ختم کرتا ہے۔

جاننے والے حکمت والے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

تم پر قتال فرض کیا گیا ہے، اور وہ تمہیں ناپسند تو ہوگا، مگر ہوسکتا ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو، اور وہ تمہارے لئے بھلی ہو؛ اور ہوسکتا ہے کہ کوئی چیز تمہیں پسند ہو اور وہ تمہارے لئے بری ہو؛ اور اللہ ہی جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

(سورۃ البقرۃ، آیت نمبر۔۲۱۶)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن میں قرض کے اصول بھی بیان فرمائے ہیں، جیسے۔

قرض سے متعلق اصول۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُب بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَن يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ ۚ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ فَإِن كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ ۚ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ ۖ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ ۚ وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا ۚ وَلَا

اے ایمان والوں! جب قرض کا معاملہ کسی متعین وقت کے لئے کروتو اُسے لکھ لیا کرو، اور لکھنے والا تمہارے بیچ انصاف سے لکھے، اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے، جس طرح اللہ نے اُسے سکھایا ہے، (اُسی طرح وہ دوسروں کے لئے لکھنے کے کام آئے) اور بول کر وہ آدمی لکھائے جس کے ذمہ حق کی ادائیگی ہو، اور چاہیے کہ وہ اپنے رب، اللہ سے ڈرتا رہے، اور اُس میں سے کچھ بھی کم نہ کرے۔ پھر اگر وہ آدمی جس کے ذمہ حق کی ادائیگی ہو، وہ کم سمجھ یا کمزور ہو، یا وہ بول کر نہ لکھ سکتا ہو تو اُس کے سرپرست کو چاہیے کہ وہ انصاف کے ساتھ بول کر لکھوا دے، اور اپنے

تَسْأَمُوا أَن تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا ۖ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا ۗ وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ ۚ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ ۚ وَإِن تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

(سورۃ البقرۃ، آیت نمبر۔۲۸۲)

میں سے دو مردوں کو گواہ بنا لیا کرو، اور اگر دو مرد نہ ہوں، تو ایک مرد اور دو عورتیں، جنہیں تم گواہی کے لئے پسند کرو، کہ اگر ایک بھول جائے تو دُوسری اُسے یاد دلا دے، اور گواہوں کو جب بلایا جائے، تو آنے سے انکار نہ کریں، اور قرض چاہے تھوڑا ہو یا بہت ایک متعین مدت کے لئے ہو، تو اُسے لکھنے میں سستی نہ کرو، یہ بات اللہ کے نزدیک بہت ہی منصفانہ ہے، اور گواہوں کے لیے بھی یہی طریقہ بہتر ہے، اور اس سے بہت امید ہے کہ تم کسی شک میں نہ پڑوگے۔ ہاں! اگر کوئی سودا نقد ہو جس کا لین دین تم آپس میں کر رہے ہو، تو اُس کے نہ لکھنے میں، تم پر کوئی گناہ نہیں، اور جب آپس میں خرید فروخت کا معاملہ کروتو، اُس وقت بھی گواہ کر لیا کرو، اور نہ کسی لکھنے والے کو نقصان پہنچایا جائے، اور نہ کسی گواہ کو، اور اگر ایسا کروگے تو یہ تمہارے لئے گناہ کی بات ہوگی، اور اللہ سے ڈرتے رہو اللہ تمہیں سکھاتا ہے، اور اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔

میراث سے متعلق اصول۔

اسی طرح قرآن مجید میں میراث سے متعلق اصول تفصیل سے بیان فرمائے گئے ہیں جیسے۔

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۚ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۖ وَإِن كَانَتْ

اللہ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے، مرد (بیٹا) کا حصہ، دو عورتوں (بیٹیوں) کے برابر ہے، اور اگر دو سے زیادہ عورتیں

وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۚ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ ۚ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَإِن كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ (سورۃ نساء، آیت نمبر۔۱۱)

(بیٹیاں) ہوں تو اُن کے لئے دوتہائی (حصّہ) اُس (مال) کا ہے جو مورث (مرنے والا) چھوڑ گیا ہو؛ اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اُس کے لئے آدھا حصّہ ہے؛ اور مورث کے ماں باپ ہوں تو اُن دونوں میں سے ہر ایک کے لئے اُس مال کا چھٹا حصّہ ہے جو وہ چھوڑ گیا بشرطیکہ کہ مورث کے کوئی اولاد ہوں؛ اور اگر مورث کے کوئی اولاد نہ ہو، اور اُس کے ماں۔ باپ ہی اُس کے وارث ہوں، تو اُس کی ماں کا ایک تہائی حصّہ ہے؛ لیکن اگر مورث کے بھائی بھی ہوں، تو اُس کی ماں کے لئے چھٹا حصّہ ہے، (لیکن یہ حصّہ) وصیت کے نکالنے کے بعد جو اُس نے کیا ہو، یا قرض ادا کرنے کے بعد؛ تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ۔ دادوں، اور بیٹے۔ پوتوں میں سے فائدے کے لحاظ سے کون تم سے زیادہ قریب ہے۔ یہ سب اللہ کا فرض (ٹھئے) کیا ہوا حصّہ ہے، بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا، حکمت والا ہے۔

چور سے متعلق سزاؤں میں حکمت

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ (سورۃ المائدہ، آیت نمبر۔۳۸)

اور جو چوری کرے، مرد ہو یا عورت، اُن کے ہاتھ کاٹ دو، یہ اُن کے کرتوتوں کا بدلہ ہے اور اللہ ہی طرف سے تنبیہ ہے؛ اور اللہ زبردست، حکمت والا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَٰذَا ۚ وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ إِن شَاءَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ (سورۃ توبہ، آیت نمبر۔۲۸)

اے ایمان والوں! مشرک تو نجس ہی ہیں، تو اس سال کے بعد وہ 'مسجدِ حرام' کے پاس نہ جانے پائیں اور اگر تمہیں غریبی کا ڈر ہو، تو اللہ چاہے گا تو تم کو اپنے فضل سے غنی کر دیگا، بیشک اللہ سب کچھ جاننے والا، حکمت والا ہے۔

پس کسی مخلوق کے لیے جائز نہیں، خواہ اس کا مرتبہ ومقام کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو، کہ وہ خالق کے کلام پر اپنا عکس ڈالنے کی کوشش کرے، ایسا کر کے وہ اس میں اپنے جہل ہی کی آمیزش کرے گا، اگر چہ دعویٰ اسے علم کا ہوگا، یہ چیز تمام تر اس کی خواہش نفس کی آئینہ دار ہوگی، اگر چہ وہ اسے نام روشن خیالی کا دے گا۔ غرض یہ کہ وہ اس میں اپنے نقص ہی کی آمیزش کر سکے گا اگر چہ اپنے طور پر اسے وہ کمال نظر آ رہا ہو پس اللہ ہی کی باتیں سب سے اونچی ہیں جہالت ونادانی خواہشات اور اوہام وخرافات سے وہ بالکل ماوراء ہیں۔

اسی طرح داعی کو یا ایک ایمان والے کو اس بات کا اہتمام کرنا چاہیے کہ وہ جو بات بھی کہنی چاہے اور اس کے ذہن میں جو خیال ہو اور جو فکر بھی اس کے سامنے آئے اسے چاہیئے کہ اپنے موقف کی تائید میں قرآنی آیات سے عمدہ سے عمدہ استدلال پیش کرے۔ اس لیے کہ جب اس کا تعلق براہ راست قرآنی آیات سے ہوگا اور وہ انھیں ان کے واقعی مقام پر رکھ کر غور کر رہا ہوگا تو پھر اس کے سلسلے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہے گی۔ اس لیے کہ قرآن سے بڑھ کر کوئی دلیل نہیں ہوسکتی ہے۔ **ارشاد ہے۔**

اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ لَيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ ۗ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا ۝ (سورۃ نساء، آیت نمبر۔۸۷)

اللہ وہ ہے کہ کوئی معبود نہیں سوائے اس کے، 'وہ' ضرور تم سب کو قیامت کے دن اکٹھا کریگا، جس کے آنے میں کوئی شک نہیں، اور اللہ سے بڑھ کر سچی بات کس کی ہوسکتی ہے۔

مشہور اموی خلیفہ مامون کے سامنے ایک واقعہ پیش آیا تھا جسے شائد اس سلسلے کی بہترین مثال قرار دیا جا سکے۔ ایک شخص مامون کے پاس آیا جو لوگوں میں چل پھر کر انھیں، بھلائی، کا حکم کرتا اور برائی سے منع کرتا تھا۔ جب کہ وہ خلیفہ کی طرف سے اس منصب کے لیے با قاعدہ مقرر نہیں کیا گیا تھا۔ مامون نے اس سے پوچھا: آخر تم، امر بالمعروف، اور نہی عن المنکر، کا یہ کام کیوں کرنے لگے جب کہ اسے اللہ نے ہمارے ذمے ٹھرایا ہے۔ اس لیے قرآن کریم کی یہ آیت ارباب اقتدار کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝
(سورۃ حج، آیت۔نمبر۴۱)

تو یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر زمین پر ہم انہیں اقتدار دیں، تو وہ نماز قائم کریں گے، اور زکوٰۃ دیں گے، اور بھلی بات کا حکم کریں گے اور برائیوں سے روکیں گے؛ اور سب معاملوں کا انجام تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

اس شخص نے جواب دیا: بے شک امیر المؤمنین! آپ بالکل بجا فرماتے ہیں۔ یہ صد فی صد درست ہے کہ سلطنت اور اقتدار اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا ہے اور اس مناسبت سے اس فریضے کی ادائیگی بھی آپ کا منصب ہے۔ البتہ ہم لوگ اس مہم میں آپ کے دست و باز و اور معاون ہیں اور وہ یہ حقیقت ہے جس کا انکار بس وہی شخص کر سکتا ہے جسے کتاب و سنت سے کوئی واسطہ نہ ہو۔ اس لیے کہ قرآن تو صاف کہتا ہے کہ:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

اور ایمان والے مرد، اور ایمان والی عورتیں ایک۔دوسرے کے رفیق (ساتھی) ہیں؛ بھلی باتوں کا حکم دیتے ہیں، اور بری باتوں سے

وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ (سورہ توبہ، آیت نمبر۔۷۱)

روکتے رہتے ہیں، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور زکوٰۃ دیتے رہتے ہیں اور اللہ اور اُس کے رسول کی فرماں برداری کرتے ہیں، یہی لوگ ہیں کہ اللہ اُن پر ضرور رحم کریگا، بیشک اللہ زبردست، حکمت والا ہے۔

مامون اس شخص کے اس حسن استدلال کو دیکھ کر بالکل حیرت زدہ رہ گیا اور بے حد خوش ہوا۔ اور اس سے کہہ دیا کہ: ''تم جیسا آدمی بے شک اسی منصب کا اہل ہے پس جاؤ اور حسب سابق 'امر بالمعروف اور نہی عن المنکر' کا فریضہ انجام دیتے رہو اور اسے ہماری طرف سے اس منصب کے لیے تقرر نامہ تصور کرو۔''

آپ نے دیکھا کہ جب اس شخص نے خلیفہ کے بالمقابل قرآن و سنت سے زیادہ بہتر استدلال پیش کیا تو وہ بالکل لاجواب ہو کر رہ گیا اور بالآخر اسے اس شخص کو یہ منصب تفویض کرنا پڑا۔

اس کے برعکس ایک دوسری مثال ایک کم فہم واعظ کی ہے جس نے مامون کے پاس آتے ہی اسے بات کہنی شروع کر دی۔ مامون نے اس سے کہا: بھائی ذرا نرم لہجے میں بات کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو جو تم سے بہت بہتر تھا، ایک شخص کے پاس جو بہت برا تھا بھیجا، لیکن اسے یہ حکم دیا تھا کہ بات نرم لہجے میں کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون علہیما السلام کو یہ حکم دیا تھا کہ بات نرم لہجے میں کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا تو انھیں تاکید کی کہ:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ۝
(سورہ طٰہٰ آیت نمبر۴۴)

اُس سے نرمی سے بات کریں، شائد کہ وہ نصیحت حاصل کر لے یا ڈر جائے۔''

ہر شخص محسوس کر سکتا ہے کہ اس موقع پر مامون کا موقف زیادہ مضبوط تھا۔ اس لیے کہ اپنے حق میں اس کے پاس قرآن کی محکم دلیل موجود تھی۔

اس مقام پر داعی کو ایک بات کا اور بھی لحاظ کرنا چاہئے اور وہ یہ کہ استدلال میں ایسی چیز پیش کرے جو متفق علیہ ہو، اس میں کسی قسم کے احتمال یا اختلاف کی گنجائش نہ ہو۔ اس لیے کہ جب کسی دلیل میں کسی نوعیت کا احتمال پیدا ہو جائے تو پھر استدلال ساقط ہو جاتا ہے۔

اس بات کو ہم ایک مثال سے واضح کریں گے۔ بہت سے لوگ قرآن کی جامعیت اور ہمہ گیری کو ثابت کرنے کے لیے سورۃ انعام کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ (سورۃ یٰس، آیت نمبر۱۲)

بیشک ہم مردوں کو زندہ کریں گے، اور جو کچھ آگے بھیج چکے ہیں اور جو نشانی پیچھے چھوڑ چکے ہیں وہ سب ہم لکھتے جاتے ہیں، اور ہر چیز کو 'ہم نے' ایک کھلی کتاب (لوح محفوظ) میں درج کر رکھی ہے۔

حالانکہ یہاں یہ احتمال ہے کہ کتاب سے مراد قرآن ہے بھی یا نہیں۔ اگر ایسا ہے تب تو یہ استدلال صحیح ہوگا لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد، لوح محفوظ ہو جس میں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کی تقدیر پر لکھ رکھی ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ۖ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ ۗ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَىٰ أَوْلِيَائِكُمْ مَعْرُوفًا ۚ كَانَ ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا (سورۃ احزاب، آیت نمبر۔۶)

نبی کا حق ایمان والوں پر، خود اُن کے اپنی جان سے بڑھ کر ہے۔ اور ان کی بیویاں اُن کی مائیں اور اللہ کی کتاب کے مطابق، ایمان والوں اور ہجرت کرنے والوں کے مقابلے میں۔ ناطے دار آپس میں ایک۔ دوسرے سے زیادہ قریب ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ کوئی بھلائی کرو، یہ بات کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔

اس کے علاوہ اس تاویل کی حامل دوسری بہت سی آیتیں بھی ہیں، پس قرآن کی جامعیت اور اس کی ہمہ گیری کو ثابت کرنے کے لیے آیت ذیل سے استدلال کرنا زیادہ مناسب ہوگا۔ جو مذکورہ آیات کے مقابل اپنے مدعا میں بالکل صریح ہے:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ۖ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ (سورۃ نحل، آیت نمبر۔۸۹)

اور جس دن 'ہم' ہر امت میں ایک گواہ اُنہیں میں سے اُن کے مقابلے میں اٹھا کھڑا کریں گے، اور آپ کو اُن لوگوں پر گواہی دینے کے لئے لائیں گے، اور 'ہم' نے آپ پر کتاب اُتاری ہے جو ہر چیز کو صاف۔ صاف بیان کرنے والی ہے، اور ہدایت و رحمت اور خوشخبری ہے، مسلموں کے لئے۔

اسی طرح داعی کو چاہیے کہ ان چیزوں سے استدلال کرنے سے اجتناب کرے جو سرے سے دلیل ہی نہ بنتی ہوں۔ مثال کے طور پر کچھ لوگ یہ ثابت کرنے کے لیے کہ اللہ کے تقویٰ کا ایک مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو اس چیز کا علم عطا کر دیتا ہے جس کا بالکل پتہ نہیں ہوتا ہے، آیت دین کے اس آخری ٹکڑے سے استدلال کرتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ ۚ وَلْيَكْتُبْ بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ بِالْعَدْلِ ۚ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ ۚ فَلْيَكْتُبْ وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا ۚ فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا أَوْ

اے ایمان والو! جب قرض کا معاملہ کسی متعین وقت کے لئے کرو تو اُسے لکھ لیا کرو، اور لکھنے والا تمہارے بیچ انصاف سے لکھے، اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے، جس طرح اللہ نے اُسے سکھایا ہے، (اُسی طرح وہ دوسروں کے لئے لکھنے کے کام آئے) اور بول کر وہ آدمی لکھائے جس کے ذمہ حق کی

ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَطِيعُ أَن يُمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ
وَلِيُّهُ بِالْعَدْلِ ۚ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ
مِن رِّجَالِكُمْ ۖ فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ
فَرَجُلٌ وَامْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ
أَن تَضِلَّ إِحْدَاهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ ۚ
وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَاءُ إِذَا مَا دُعُوا ۚ وَلَا
تَسْأَمُوا أَن تَكْتُبُوهُ صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ۚ
ذَٰلِكُمْ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ
وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا ۖ إِلَّا أَن
تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا
بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا
تَكْتُبُوهَا ۗ وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ ۚ
وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ ۚ وَإِن
تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ
وَيُعَلِّمُكُمُ اللَّهُ ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

(سورۃ البقرۃ، آیت نمبر۔۲۸۲)

ادائگی ہو، اور چاہیے کہ وہ اپنے رب، سے ڈرتا رہے، اور اُس میں سے کچھ بھی کم نہ کرے۔ پھر اگر وہ آدمی جس کے ذمہ حق کی ادائگی ہو، وہ کم سمجھ یا کمزور ہو، یا وہ بول کر نہ لکھ سکتا ہو تو اُس کے سرپرست کو چاہیے کہ وہ انصاف کے ساتھ بول کر لکھوا دے، اور اپنے میں سے دو مردوں کو گواہ بنالیا کرو، اور اگر دو مرد نہ ہو، تو ایک مرد اور دو عورتیں، جنہیں تم گواہی کے لئے پسند کرو، کہ اگر ایک بھول جائے تو دُوسری اُسے یاد دلا دے، اور گواہوں کو جب بلایا جائے، تو آنے سے انکار نہ کریں، اور قرض چاہے تھوڑا ہو یا بہت ایک متعین وقت کے لئے ہو، تو اُسے لکھنے میں سستی نہ کرو، یہ بات اللہ کے نزدیک بہت ہی منصفانہ ہے، اور گواہوں کے لیئے بھی یہی طریقہ بہتر ہے، اور اس سے بہت امید ہے کہ تم کسی شک میں نہ پڑو گے۔ ہاں! اگر کوئی سودا نقد ہو جس کا لین دین تم آپس میں کر رہے ہو، تو اُس کے نہ لکھنے میں، تم پر کوئی گناہ نہیں، اور جب آپس میں خرید، فروخت کا معاملہ کرو تو، اُس وقت بھی گواہ کر لیا کرو، اور نہ کسی لکھنے والے کو نقصان پہنچایا جائے، اور نہ کسی گواہ کو، اور اگر ایسا کرو گے تو یہ تمہارے لئے گناہ کی بات ہوگی، اور اللہ سے ڈرتے رہو اللہ تمہیں سکھاتا ہے، اور اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔

علوم قرآن سے واقفیت۔

دین کے ایک داعی یا مسلمان کا علوم قرآن سے واقف ہونا ضروری ہے۔ مطالعہ قرآن کے لیے یہ چیز ایک شرط لازم کی حیثیت رکھتی ہے۔ گذشتہ دور میں بھی اس موضوع سے متعلق بہت سی جامع کتابیں لکھی گئی ہیں۔ قدماء کی کتابوں میں دو کتابیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ امام زرکشی کی **'البرھان فی علوم القرآن'** اور علامہ سیوطی کی **'الاتقاق فی علوم القرآن'** ہیں۔

اسی طرح علوم القرآن کے متعلق زمانۂ قدیم سے لے کر آج تک کتابیں لکھی جاتی رہی ہیں۔ مثال کے طور پر وہ کتابیں جو 'اعجاز القرآن' کے موضوع سے متعلق ہیں۔ اسی طرح تفسیر کے موضوع سے متعلق کتابیں ہیں۔

تفسیر۔

تفسیر قرآن کے موضوع پر سیکڑوں کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں کچھ کتابیں 'تفسیر بالرائے' کی نمائندگی کرتی ہیں ان پر شخصی اور مسلکی رجحانات کی گہری چھاپ ہے۔ اسی طرح ان کے مؤلفین پر زمانی اثرات بھی نمایاں ہیں۔ یہاں تک کہ تفسیر اپنے مصنّف کے رنگ میں بالکل رنگی ہوئی معلوم ہوتی ہیں اور لگتا ہے کہ وہ کافی گہرے طور پر اس دور کے رجحانات اور تمدنی حالات کی چھاپ قبول کیے ہوئے ہے۔ چناچہ ایک لغوی اور نحوی کی تفسیر کا جو رنگ ہوگا وہ ایک فقیہ کی تفسیر سے بالکل جدا ہوگا۔ پھر ان دونوں سے جدا رنگ اس تفسیر کا ہوگا جو کسی کی طرف سے لکھی گئی ہو اور ان میں بھی ایک معتزلی کا رنگ کچھ ہوگا اور ایک اشعری کا کچھ اور ان سب سے جداگانہ وہ تفسیر ہوگی جس کا لکھنے والا صوفیاء کے طبقہ سے تعلق رکھتا ہے۔

اب اھل علم کے لئے مناسب نہ ہوگا بس تفسیر کی کسی کتاب کو لے کے بیٹھ جائے اور بقیہ کتابوں سے کوئی واسطہ نہ رکھے۔ اس لیے کہ ان میں سے ہر ایک کی الگ الگ خصوصیات اور اپنے امتیازات ہیں جن کی رعایت دوسروں کے یہاں اس انداز سے نہیں ملے گی۔ پس مناسب یہ ہوگا کہ وہ حتیٰ المقدار ان میں سے ہر ایک سے استفادہ کرنے کی کوشش کرے اور ہر تفسیر سے کام کا حصہ جو ہو اسے اپنے لیے الگ کرلے۔ اس کا جو امتیازی عنصر ہے اس کے مغز کو تو وہ لے البتہ غلط اور کمزور باتوں سے اپنے دامن کو بچائے رکھے۔ مثال کے طور پر زمخشری کی 'کشاف' کے اندر اگرچہ اعتزال کا رنگ نمایاں ہے۔ تاہم تفسیر کے کسی طالب علم کے لیے اپنے کو اس سے دور رکھنا کسی طرح مناسب نہ ہوگا۔ اس کے نحوی اور لغوی مباحث سے آدمی کو لازمًا استفادہ کرنا چاہیے۔

چنانچہ اہل سنت کا قدیم سے یہی طریقہ رہا ہے۔ کشاف کا اعتزالی رنگ ان کے لیے اس سے استفادہ کی راہ میں کبھی مانع نہیں رہا۔ یہاں تک کہ کچھ لوگوں نے تو اس کی احادیث کی تخریج بھی کی۔ مثال کے طور پر حافظ ابن حجرؒ البتہ کچھ لوگوں نے اس کی ان مقامات کا جن میں مسلک اعتزال کی وکالت کی گئی تھی، تعاقب بھی کیا ہے۔ اس کی مثال میں ہم 'ابن منیر' کا نام پیش کرسکتے ہیں۔

عمل کرنے کے لئے کچھ اھم ارادے

قرآن سے تعلق پیدا کرنے اور احکام الٰہی پر عمل کرنے کے لئے ان باتوں کو اپنا کر آگے بڑھ سکتے ہیں۔

(۱) قرآن کی ہر روز تلاوت پر زور دیا جائے چاہے تھوڑا ہی کیوں نہ ہو مگر ایک طرف سے پڑھا جائے۔

(۲) بچوں کو قرآن کی سب سے پہلے تعلیم دی جائے اس کے لئے لوگوں کو متوجہ کیا جائے یا انگلش اسکولوں میں خصوصًا جو مسلمانوں کے ہیں ان میں ایک گھنٹہ قرآن کی تعلیم کے ساتھ عربی زبان کی بھی تھوڑی بہت معلومات دی جائے۔

(۳) قرآن کی تصحیح کے لئے نوجوانوں کو ترغیب دی جائے کہ وہ قرآن صحیح اور سمجھ کر پڑھیں۔

(۴) عربی زبان کو مسلمان مردوں اور عورتوں کو ترغیب دی جائے کہ پڑھیں جس کے لئے ایک سال کا ڈپلومہ کورس رکھا جائے۔

(۵) مختلف مساجد میں درس کا اہتمام کیا جائے اور مساجد میں چھوٹی سی لائبریری ہو جس میں قرآن کی کچھ تفاسیر موجود ہوں۔

(۶) غیر مسلموں کے لئے قرآن کے مضامین مختلف جگہ سے مختلف موضوع پر تیار کر کے دیا جائے اور قرآن سے متعلق اشکالات کو دور کیا جائے اس کے لئے کبھی کبھی خصوصی میٹنگ مختلف عنوان سے رکھ کر انہیں بلایا جائے۔

(۷) یہ سب کام للہ کرنے کی کوشش کی جائے، اجرت اور مالی معاملے کا تعلق اگر ہو تو حساب درست رکھا جائے۔

(۸) تمام مذاہب کی کتب مقدسہ کے تقابلی مطالعہ کے ذریعہ قرآن کی حقانیت کو واضح کیا جائے۔

(۹) تعلیمات قرآن کے مراکز تحقیقات قائم کرنا۔

(۱۰) غیر مسلموں خصوصاً ہندو مذہب میں دعوت وتبلیغ کو محبت و ہمدردی کے جذبے سے عام کیا جائے۔ خود چل کر ملاقات کرنا اور ان کے اشکالات کو خوش بیانی سے رفع کرتے ہوئے ان کے سامنے مذہب ''یعنی قرآن کو اچھے اسلوب'' میں پیش کیا جائے۔

(۱۱) قرآن پر کی جانے والی تنقیدوں اور حملوں کا جواب تحریر کیا جائے اس کے لئے اخبار ورسائل کا اجراء اور دینی کتب کی اشاعت کی جائے۔

(۱۲) اسلامی تہذیب وتمدن پر زور دے کر خاص طور سے قرآن سے عوام الناس کو روشناس کرایا جائے۔

(۱۳) ملک کے تمام اسلامی حلقوں اور تحریکوں کو خصوصاً متحد ہو کر قرآن کی شاعت کے مشن کو ملک گیر پیمانہ پر اور عالمی سطح پر بغیر کسی شور وہنگامہ کے بروئے کار لانے کی کوشش کی جائے۔

(۱۴) مسلم نوجوانوں کو منتخب کر کے ان کو خود اعتمادی کے ساتھ اشاعتِ قرآن کیلئے تیار کیا جائے۔

(۱۵) مسلم عوام کو غیر مسلموں کے ساتھ اچھے اخلاق برتنے پر زور دے کر اسلامی تعلیمات سے آشنا کرایا جائے۔

(۱۶) جو طلباء اسکولوں میں پڑھتے ہیں، اپنے غیر مسلم دوستوں کو خصوصاً اسلام اور قرآن کا

تعارف کروانے کی ترغیب دی جائے۔

(۱۷) اس قسم کے لٹریچر کو تقسیم کروانے کی لوگوں کو اہم موقع پر جیسے شادی کی تقریب ہو یا کوئی اور پروگرام ہو ترغیب دی جائے۔

(۱۸) داعی کو قرآن کے علاوہ دیگر مذاہب بالخصوص مدعو کے مذہبی معتقدات کا گہرا علم ہو۔

(۱۹) داعی کے اندر خلوص کا جذبہ اور مدعو سے محبت ہونی چاہئے۔

جناب مولانا مفتی محمد سرور فاروقی ندوی صاحب (مترجم معنیٰ قرآن الکریم) کا تعارف ایک نظر میں

نام۔	محمد سرور فاروقی ندوی
ولدیت۔	جناب محمد حنیف فاروقی
اعلیٰ دینی تعلیم۔	عالمیت، فضیلت و اِفتاء (دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)
اختصاص۔	قرآن وفقہ (دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)
علیا تک کی عصری تعلیم۔	ایم، اے (لکھنؤ یونیورسٹی یو، پی)
عالیہ تک کی عصری تعلیم۔	ہائی اسکول، انٹرمیڈیٹ (الہ آباد، یو، پی)
اردو کی اعلیٰ تعلیم۔	کامل اور معلم (اے، ایم، یو۔ علی گڑھ)
سنسکرت کی اعلیٰ تعلیم۔	شاستری وآچاریہ (بنارس)
اسلامی تدریبی کورس۔	بذریعہ جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ (سعودی عرب)

منصب اور موجودہ ذمہ داریاں

ناظم۔	مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی مانوسیوا اسنستھان، (لکھنؤ)
صدر ۔	جمعیت پیام امن (لکھنؤ)
صدر ۔	جامعہ دارارقم تعلیمی سوسائٹی (الہ آباد)
ڈائرکٹر۔	ارقم ماڈل اسکول (لکھنؤ)
صدر ۔	اکیڈمی آف ریلیجیس رسرچ سنٹر (لکھنؤ)
نائب ناظم ۔	جامعہ دارارقم محمد پور گونتی (فتحپور، یوپی)
معاون ایڈیٹر۔	ہندی میگزین سچا راہی، ندوۃ العلماء (لکھنوء)

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی (مفسر قرآن) کی اہم تصانیف

نام	مصنف	زبان	قیمت
۱- قرآن کا پیغام (قرآن کا آسان ہندی ترجمہ) (سائز۔20x30/8)	(مفتی محمد سرور فاروقی ندوی)	ہندی	۲۰۰
۲- قرآن کا پیغام (قرآن کا آسان ہندی ترجمہ) (سائز۔20x30/16)	// // //	ہندی	۱۱۰
۳- قرآن کا پیغام (قرآن کا آسان ہندی ترجمہ) (سائز۔20x30/32)	// // //	ہندی	۷۵
۴- قرآن کا پیغام (پارہ عمّ ترجمہ اور تشریح)	//	ہندی	۱۰۰
۵- تفسیر فاروقی (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر ۱ سے ۵ تک)		ہندی	۲۰۰
۶- اسلام دھرم کیا ہے؟ (قبول حق کے بعد اسلامی کورس)		ہندی	۱۱۰
۷- جہاد، آتنک واد اور اسلام	//	ہندی	۹۰
۸- ہندی پترکارتا اور میڈیا لیکھن	//	ہندی	۶۰
۹- انتم سندیشٹا کہاں کب اور کون؟	//	ہندی	۹۰
۱۰- جنت کے حالات اور جنتی (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	ہندی	۶۰
۱۱- کفر اور شرک کی حقیقت (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	ہندی	۶۰
۱۲- رسول اللہؐ کا حلیہ مبارک اور آپؐ کی سنتیں	//	ہندی	۵۵
۱۳- صحابہ کا اسلام اور اس کے بعد	//	ہندی	۴۵
۱۴- اذان کیا ہے؟	ہندی	۲۰	
۱۵- آؤ نماز کی اُور	//	ہندی	۳۲
۱۶- روزہ کا حکم اور اس کے مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)		ہندی	۲۰
۱۷- حج اور عمرہ کا آسان طریقہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)		ہندی	۱۵
۱۸- زکوٰۃ کا حکم اور اس کے مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)		ہندی	۱۵
۱۹- آپ کے سوالوں کا آسان حل (حصہ اول)	//	ہندی	۴۰
۲۰- جھاڑ پھونک اور تعویز گنڈے (قرآن وسنت کی روشنی میں)		ہندی	۲۰
۲۱- داڑھی کی اہمیت (شریعت کی روشنی میں)		ہندی	۲۰

۲۲- اسلام کی بنیادی معلومات سوال وجواب کی روشنی میں	//	ہندی	۳۲
۲۳- رسول اللہ ﷺ کی سیرت سوال وجواب کی روشنی میں	//	ہندی	۱۸
۲۴- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی	//	ہندی	۲۰
۲۵- آدھونک ہندی ویاکرن اور میڈیا لیکھن	//	ہندی	۹۰
۲۶- سورۂ فاتحہ کی تفسیر	//	ہندی	۱۵
۲۷- توحید کی حقیقت (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	ہندی	۳۰
۲۸- پوتر قرآن کا سندیش انسانی دنیا کے نام	//	ہندی	۱۵
۲۹- اسلام دھرم تلوار سے پھیلا یا سداچار سے		ہندی	۳۰
۳۰- موبائل سے سمبندھت مسائل (شریعت کی روشنی میں)	//	ہندی	۱۰
۳۱- اللہ کے پیارے نبیؐ ایک نظر میں	//	ہندی	۱۰
۳۲- اسلام؟	//	ہندی	۰۵
۳۳- قرآن کے مثالی نمونے اور لازوال معجزہ	//	اردو	۳۰
۳۴- قرآن میں انسان کا مقام اور اس کا اعلیٰ مقصد	//	اردو	۳۰
۳۵- اعمال کو باطل کرنے والی چیزیں اور نیت کی اہمیت	//	اردو	۳۰
۳۶- اسلامی قانون وراثت اور میراث کی تقسیم	//	اردو	۳۰
۳۷- امت محمدیہ کی عزت کا معیار اور بنی اسرائیل	//	اردو	۳۰
۳۸- اسلام میں غیر مسلموں کے حقوق	//	اردو	۴۰
۳۹- ہندو دھرم، ان کے فرقے تنظیمیں اور اداروں کا تعارف	//	اردو	۷۰
۴۰- حضرت محمدؐ کا ذکر اور مورتی پوجا کی ممانعت ویدوں کی دنیا میں	//	اردو	۲۰
۴۱- غیر مسلموں میں طریقۂ دعوت اسلوب انبیاء کی روشنی میں	//	اردو	۶۰
۴۲- قیامت تک ہونے والے فتنوں کی پیشنگوئیاں (حدیث کی روشنی میں)		اردو	۵۵
۴۳- طلاق کا اسلامی طریقہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	اردو	۴۰
۴۴- اللہ کی طرف سے رزق کی تقسیم (اور کمزور طبقے کی کفالت)		اردو	۳۰
۴۵- قرآن کے مطابق دولت کا استعمال		اردو	۶۰
۴۶- زکوٰۃ اور مصارف زکوٰۃ (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	اردو	۱۵
۴۷- رسول اللہ ﷺ کی مختصر سیرت (مستند کتب سیرت کی روشنی میں)	//	اردو	۲۰
۴۸- رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے انمول موتی (سوال وجواب کی روشنی میں)		اردو	۱۸
۴۹- رسول اللہؐ کا حلیہ مبارک اور آپؐ کی سنتیں	//	اردو	۵۵

۵۰- داڑھی کی اہمیت شریعت کی روشنی میں	//	اردو	۲۰
۵۱- مدارس اسلامیہ کے نصاب کا تاریخی جائزہ	//	اردو	۱۸
۵۲- روزہ، تراویح، صدقہ، اور اعتکاف کے احکام ومسائل	//	اردو	۳۰
۵۳- حج اور عمرہ کا مکمل طریقہ	//	اردو	۱۵
۵۴- اسلامی کویز (سوال وجواب کی روشنی میں)	//	اردو	۳۵
۵۵- آخری رسول کب، کہاں اور کون	//	اردو	۹۰
۵۶- ذکر محمدؐ فی الوید	//	عربی	۳۰
۵۷- محمد دی لاسٹ پروفٹ۔ انڈر دی شیڈ آف وید	//	انگریزی	۴۰
۵۸- محمد ﷺ انڈ اسٹیٹس اوف ورشپ	//	انگریزی	۳۰
۵۹- بیسک ٹیچنگ آف اسلام	//	انگریزی	۵۰
۶۰- دی سواڈ آف اسلام	//	انگریزی	۳۰
۶۱- آذان، اے کالنگ فار ہیومینٹی	//	انگریزی	۱۵
۶۲- اسلام؟	//	انگریزی	۰۷
۶۳- منتخب احادیث مصنف: حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ	//	ہندی	۶۰
مترجم: مفتی محمد سرور فاروقی ندوی			
۶۴- قادیانیت نبوت محمدی کے خلاف بغاوت (مصنف: امام حرم عبداللہ السبیل)			
مترجم: مفتی محمد سرور فاروقی ندوی		ہندی	۱۰
۶۵- عقیدۃ الواسطیہ (مصنف: احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہؒ)		ہندی	۴۰
مترجم: مفتی محمد سرور فاروقی ندوی			
۶۶- سلاسل اربعہ (مصنف: مولانا ابوالحسن علی ندوی)		ہندی	۰۶
مترجم: مفتی محمد سرور فاروقی ندوی			
۶۷- دار ارقم کا احسان انسانی دنیا پر مصنف: مولانا ابوالحسن علی ندوی		ہندی	۰۶
۶۸- مانوتا آج بھی اسی چوکھٹ کی محتاج ہے مصنف مولانا محمد حسنیؒ			
مترجم: مفتی محمد سرور فاروقی ندوی		ہندی	۰۵
۶۹- یکساں سول کوڈ اور مہیلاؤں کے ادھیکار مصنف: مولانا محمد رابع حسنی ندوی			
مترجم: مفتی محمد سرور فاروقی ندوی		ہندی	۱۵
۷۰- مالک ومخلوق میں شریشٹھ کون؟ (وچارک: محمد مصطفیٰ قادری)			
تصحیح وترتیب: مفتی محمد سرور فاروقی ندوی		ہندی	۱۵

رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک

اور

آپ ﷺ کی سنتیں

اس میں رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک اور آپ ﷺ کے کھانے پینے، سونے جاگنے، کپڑا پہننے، کنگھا کرنے، تیل لگانے ناخن کاٹنے، استنجاء کرنے، جوتا پہننے، انگوٹھی پہننے، مسجد اور گھر میں داخل ہونے، بازار جانے، گفتگو کرنے، وضو، غسل، اذان، نماز، دعاء، رمضان، عیدین، سفر، سلام، نکاح، میت اور اس سے متعلق سنتوں سے لے کر آپؐ کے اخلاق وعادات کا تفصیل سے ذکر ہے۔

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی فتحپوری

(صدر جمعیت پیام امن، لکھنؤ)

ناشر

مکتبہ پیام امن

ندوہ روڈ، ڈالی گنج، لکھنؤ۔۲۰ (یو، پی)